مکتوبات قاضی عبدالودود بنام مختار الدّین احمد

۲۶ جنوری ۴۸ء

بھنور پوکھر، بانکی پور

مکرّمی،

میں کل پٹنہ واپس آیا تو علی گڑھ میگزین کا اگست نمبر اور آپ کے تین خط ملے۔ شکریہ۔ میگزین (۱) کے بعض مضامین اچھے ہیں۔

۱۔ غالب کا یہ اعتراض کہ "خلف" نام نہیں ہوسکتا، غلط ہے۔ کتابوں میں اس نام کے بہت سے آدمیوں کا ذکر ہے۔

۲۔ فرہنگِ نظام (۲) کا نام میں نے سنا ہے، مگر ابھی اس کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔

۳۔ آغا احمد علی (۳) کے بارے میں فی الحال میرا کچھ لکھنا مشکل ہے۔ جن کتابوں کے نام آپ نے تحریر کیے ہیں، ان کے علاوہ بھی ان کی کتابیں ہیں۔ نام اس وقت یاد نہیں آتا۔ حکیم حبیب الرحمٰن مرحوم نے ان سے متعلق ایک مضمون مدت ہوئی لکھا تھا۔ مگر باوجود وعدہ مجھے وہ رسالہ جس میں یہ چھپا تھا نہ بھیج سکے۔ آپ ڈاکٹر عندلیب شادانی سے اس کی نسبت دریافت کریں۔ آغا کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ وہ فارسی کے صرف و نحو اور اس کے ادب سے غالب کے مقابلے میں بہت زیادہ واقفیت رکھتے تھے، لیکن شاعر کی حیثیت سے انھیں کوئی مرتبہ حاصل نہیں۔ مؤیدِ بُرہان کا سالِ طبع جو مہر نے لکھا ہے غالباً صحیح ہے۔ قطعی طور پر مؤیّد کو پھر دیکھنے کے بعد لکھوں گا (۴)

۴۔ جرمن اور فرانسیسی دونوں سیکھنے کے قابل زبانیں ہیں۔ (۵) فرانسیسی نسبتہً آسان ہے۔ چار پانچ مہینوں میں اتنی آجائے گی کہ آپ نثر کی معمولی کتابیں بلا تکلف پڑھنے

لگیں۔ Hugo Self - taught Series منگوا لیجیے، تلفظ کے لیے کسی ایسے شخص سے مدد لیجیے جو اس زبان سے واقف ہو۔ علی گڑھ میں ایسے بہت لوگ ہوں گے۔

۵۔ مکتوباتِ شاد پر جو مضمون لکھا گیا تھا وہ شخصِ معلوم (۶) نے واپس نہیں کیا۔ کسی دوسرے مضمون کے لیے بھی فی الحال وقت نکالنا مشکل ہے۔ ایک بات اور بھی ہے: میں خود اڈیٹر کی درخواست کے بغیر رسالے کے لیے مضمون نہیں دے سکتا۔

۶۔ ابوالکلام آزاد کی قیادت کے بارے میں سعدی کی رائے سن لیجیے:

کس نیاید بزیر سایۂ بوم ور ہُما از جہاں شود معدوم

۷۔ غبارِ خاطر ابھی حال میں دیکھی۔ اور باتوں سے قطع نظر مُصنّف صحیح اردو بھی نہیں لکھ سکتا۔

۸۔ میں ابھی سندھ گیا تھا، سات آٹھ ہفتے رہ کر واپس آیا ہوں۔ ہم لوگوں نے وہیں قیام کا فیصلہ کیا ہے، کراچی یا حیدرآباد ان دونوں میں سے کوئی جگہ چُنی جائے گی۔ ہوائی راستہ اب تک خطرات سے خالی ہے۔

۹۔ غالب کے فارسی اشعار کا ایک مجموعہ علی گڑھ میں (۷) ہے۔ غالباً شیفتہ گلشن میں۔ میں اس کے مندرجات کی تفاصیل چاہتا ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے؟ یہ معلوم ہوجانے کے بعد کہ اس میں کیا کیا ہے ممکن ہے میں مزید تفاصیل چاہوں۔ آپ اگر یہ نہ کرسکیں اور کوئی دوسرا شخص اس پر راضی ہو تو اسے معاوضہ بھی دے سکتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

(۲)

۲۱ جنوری ۴۹ء

بھنور پوکھر

شفیقِ مکرّم آپ کو فارسی خطوط کا رجسٹری شدہ پیکٹ میں نے چند روز ہوئے بھیج دیا ہے، ملا ہوگا۔ یہ خطوط اور دوسری چیزیں جو میں بھیجوں گا وہ کتابی شکل میں چھپیں گی جیسا کہ میں آپ سے کہہ چکا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس کتاب میں اگر رسالۂ عبدالکریم بتمامہ شامل کر دیا جائے تو بُرا نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اس کے بعد اردو کا حصّہ مختصر رہے گا۔ یہ میں ڈاکٹر عبدالستّار صدّیقی کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔ یہ اس لیے کہ ابتداء میں وہ صرف تیغ تیز چھپوانا چاہتے تھے، میں نے انھیں مشورہ دیا کہ اس کے ساتھ لطائفِ غیبی اور رسالۂ عبدالکریم بھی رہے۔ وہ غالباً اپنا کام مکمل کرچکے ہیں لیکن کتاب چھپوانے میں ظاہرا ابھی دیر

ہے ۔ اس صورت میں اُن کی اجازت کے بغیر نہیں چھپوا سکتا (۸)۔ میں نے ان کی اجازت طلب کی ہے اور لکھا ہے کہ اس کے بعد بھی آپ اپنے مجموعے میں شامل کرسکتے ہیں ۔ اس کی اگر اجازت مل گئی تو آپ چھاپیں گے ؟ فوراً لکھیں ۔ بڑی تقطیع (فولس کیپ سائز) کے صفحے میں میرے پاس ایک نقل مہیش پرشاد صاحب کی بھیجی ہوئی موجود ہے وہی آپ کو بھیج دوں گا۔ نظیر اکبر آبادی کے حالات و کمالات پر جو کتاب شہباز نے لکھی ہے (۹) (دوسرا کارڈ ؟ ذیل میں درج ہے)

(۳)

۲۷ جنوری ۳۹ء

بھنور پوکھر ، بانکی پور

شفیقِ مکرّم ، تسلیم

آپ کا کارڈ مورخہ ۲۴ جنوری ملا ۔ شہباز کی کتاب میں جہاں نظیر کے تلامذہ کا ذکر ہے حکیم غلام رضا خاں کا ایک خط بھی درج ہے ۔ اس خط کی نقل اور اس عبارت کی جو اس کے متعلّق ہے نقل مطلوب ہے ۔ عبدالقادر کے روزنامچے میں قتیل کے متعلّق بھی کوئی بات نہ نکلی ؟ (۱۰)۔ میں نے اس کے بارے میں آپ سے کہا تھا ۔ عبدالقادر اس زمانے میں کلکتے میں تھے جب غالب وہاں گئے تھے اور غالب نے بادِ مخالف کا ایک نسخہ انھیں بھیجا تھا ۔ بہت تعجب ہوا کہ غالب کے متعلّق ان کے روزنامچوں میں کچھ نہ نکلا۔

رسالۂ عبدالکریم شاید نہ بھیج سکوں ۔ سب لکھا لکھایا موجود ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے بارے میں ، میں نے ڈاکٹر صدّیقی صاحب کو لکھا تھا ؛ انھوں نے اس کا جواب نہیں دیا " ایں ہم کہ جوابی نہ نویسند جواب ست " ۔ اب بار بار کیا لکھوں ۔ اس رسالے کی نقل بھی ان سے نہیں (ملی) تھی ، مہیش پرشاد صاحب نے بھیجی تھی ۔ مگر ان سے ایسے تعلّقات ہیں کہ میں ان کی مرضی کے خلاف نہیں کرسکتا۔ اور باتیں آئندہ ایک رجسٹرڈ خط میں لکھوں گا۔

(۴)

۹ فروری ۳۹ء

بھنور پوکھر ، بانکی پور

شفیقِ مکرّم ،

آپ کو ایک رجسٹرڈ خط لکھ چکا ہوں ' ملا ہوگا ۔ آپ کا کارڈ کل آیا ' اس میں عبارت

متعلقہ حالی و ہیرا سنگھ منقول ہے۔ شکریہ۔ سپرو کی تقریروں کا مجموعہ نہ ملا تو کوئی حیرت کی بات نہیں۔ لیکن کلّیاتِ فرخی کا مسلم یونیورسٹی کے کتب خانے میں نہ ہونا آپ کے اساتذہ کے اپنے فرائض کی طرف سے مجرمانہ غفلت ہے۔ فرخی کے معاصرین میں بہت کم شعراء کے دوادین ملتے ہیں۔ کس قسم کے لوگ ہیں کہ انھیں آج تک اس [کے] دیوان کی اہمیّت کا احساس نہیں ہوا۔

۱۔ تیج بہادر سپرو کی کتاب کا نام معلوم ہو تو لکھیں کسی اور جگہ سے منگوانے کی کوشش کروں گا۔

۲۔ سیرِ سیّاح اگر وہاں ہو تو بھیج دیجیے۔

۳۔ دیوانِ فغاں حبیب گنج میں ہوگا یا نہیں ؟

۴۔ نصرت علی نصرت (مقیم کلکتہ) کا حال اگر روزِ روشن اور نگارستانِ سخن میں ہو تو نقل کر کے بھیج دیجیے۔ اشعار کی ضرورت نہیں ؟

ڈاکٹر زبیر صدّیقی (۱۱) کل ملنے آئے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ ڈاکٹر عبدالستّار صدّیقی غالب نمبر کے لیے مضمون لکھ رہے ہیں، میں نے انھیں لکھا تھا کہ ضرور لکھیں، مختصر ہی کیوں نہ ہو (۱۲)۔

سپرو کی تقریر کہاں سے مل سکے گی ؟ اگر کسی کتب فروش کے یہاں ہو تو اسے کہیے کہ وہ دو کاپی میرے نام وی پی کر دے۔ اس کی شدید ضرورت ہے۔

(۵)

۴ / ۳ / ۶۹ء

تبصرۂ فرہنگِ غالب میں " یاتھی تو اب ناپید ہے " (۱۳) کے بعد اضافہ پنج آہنگ میں جو قواعدِ صرف دیے ہیں وہ محض مبتدیوں کے لیے ہیں، اور ان کی کوئی اہمیّت نہیں۔

عبدالصّمد والے مضمون کا آخری پیراگراف یہ ہے (۱۴)

" عبدالصّمد غالب کا زائیدۂ فکر ہے، اور بہت سی باتوں میں غالب کا مُماثل ہے، تو کچھ باتیں اس میں ایسی بھی پائی جاتی ہیں جو غالب میں نہیں ملتیں " غالب افراسیابی ہیں تو عبدالصّمد دارائی، غالب ہندوستان کے رئیس زادے ہیں تو عبدالصّمد ایران کا امیر زادہ، پیشہ ور مُعلّم دونوں میں سے کوئی نہیں، لیکن تلامذہ کی تربیت سے دونوں میں کسی کو انکار نہیں۔ ساسان ششم کا لقب دونوں کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ (" ساسانِ ششم بہ کاروانی مائیم "

دستنبو کی آخری رباعی کا مصرعِ آخر) ۔ عبدالصّمد کی وہ خصوصیات جن سے غالب محروم ہیں وہ ہیں جن کا فقدان غالب بہ شدّت محسوس کرتے تھے ۔ یہ علوم عربیہّ اور منطق و فلسفہ میں دخل کلّی (رکھتا) ہے ۔ غالب نے عبدالصّمد کی مدح سرائی میں زمین آسمان کے قلابے ملائے ۔ اپنی کتابوں کے پڑھنے والوں کو اس کے وجودِ خارجی کا یقین پیدا کرنے کے لیے حکایتیں وضع کیں ۔ اور اس کے حوالے سے بہت سے نکات لکھے ۔ لیکن ایک بات ان کے لیے ناممکن تھی ۔ اور وہ ایسی شخصیت کی تخلیق تھی جس کی ذہنی سطح ان سے بلند تر اور جس کی معلومات ان سے وسیع تر اور صحیح تر ہوں ۔ خود غالب کی ذہنی سطح کیا تھی اور ان کی معلومات کی کیا کیفیت تھی ۔ ایک دوسرے مقالے سے معلوم ہوگا "۔

سفرنگِ دساتیر مُصنّفہٴ نجف علی کی تقریظ نوشتہ غالب کی نقل براہِ کرم بھیج دیں ۔ صاف ہو ۔ سالِ طبع کتاب اور عنوانِ تقریظ بھی ۔ مطبع کا نام بھی ۔ یہ کتاب وہاں ہے (۱۵) ۔ میں نے منگوائی تھی ۔ یہ بتائیے کہ آپ کا رسالہ کب تک نکلے گا ۔

(۶)

۱۴ / ۳ / ۴۹ء

شفیقِ مکرّم

کل ایک رجسٹرڈ پیکٹ بھیج چکا ہوں جس میں نوادرِ غالب (۱۶) کے بعض اجزا ہیں ۔ دل داد خاں کا پتا آگرہ میں مقامی تحقیقات سے چلے تو چلے ۔ کتابوں سے تو اس کی بالکل امید نہیں (۱۷) ۔ میں نے ان تذکروں سے مُفصّل بحث نہیں کی جو قاطعِ بُرہان کی اشاعت کے (بعد) شائع ہوئے ۔ مجملاً لکھ دیا ہے کہ ان کا بیان قاطع پر مبنی ہے ۔ ہفت آسمان کی عبارت کی بھی ضرورت تھی ۔ آپ نے اچھا کیا کہ اسے بھیج دیا (۱۸) ۔ یہ کتاب غالباً کتب خانۂ " مشرقیہّ " میں ہے ۔ ہاں سفرنگِ دساتیر اور دری کشا کے سالِ طبع سے مُطّلع کریں ، ممنون ہوں گا ۔ آپ نے جو کچھ پہلے لکھا ہے وہ بے کار ہے ۔ اس کا پتا نہیں کہ آپ نے دونوں میں سے کس کا سنہ دیا ہے ۔

رضی الدّین نیشاپوری کا بہت مختصر سا قلمی دیوان وہاں ہے ۔ ذرا دیکھیے کہ یہ شعر ہے یا نہیں :

۱۔ چو رسی بطورِ ہمّت ارنی بگو و بگزر ۔۔۔ کہ نیرزد ایں تمنّا بجوابِ لن ترانی

اگر ہو تو اس کے ورق کا شمار بتائیے گا ۔

۲۔ ع " کفِ جوادِ ترا از برائے آں دارم " : یہ دارم ہے یا داریم ؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ جس نظم میں یہ شعر ہے وہ قطعہ ہے، قصیدہ ہے، کیا ہے ؟ اور اس کا افتتاحی شعر کیا ہے ؟

(۷)

۱۸/ مارچ ۴۹ء

سر عبدالقادر سے مضمون مل سکے تو لیجیے۔ میرے مضمون کا یہ عنوان اگر آپ کو بہتر معلوم ہو تو لکھیے "غالب بحیثیت مُحقق"۔ فارسی کی تخصیص ٹھیک نہیں۔ اس لیے کہ بحث صرف فارسی کی نہیں۔ میری طبیعت ابھی تک ٹھیک نہیں۔ آٹھ دن سے خراب ہے۔ کانفرنس کے کاموں میں بھی شریک نہیں ہوں۔ ہاں ذرا حیدرآباد کے متعلق کوئی کتاب ہو تو اس میں عالم علی خاں کا حال دیکھیے۔ یہ ۱۹۴۸ء میں زندہ تھے۔ عجب نہیں سالار جنگ کے خاندان سے ہوں (۱۹)۔ ان کے متعلق ایک مختصر نوٹ دینا ہے جگہ خالی رکھیے۔ اس کے لیے میں نے ہدایت کی ہے ... انتظام اللہ شہابی صاحب آزردہ پر مُصنِّف میں لکھ چکے ہیں (۲۰)۔ مضامین کی تصحیح اچھی طرح ہو ورنہ لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے۔

(۸)

۲۰/ مارچ ۴۹ء

آپ کو پہلے خطوط فارسی بھیجے گئے، اس کے بعد ۱۱ مارچ کو کچھ چیزیں تقریظ اردو اور دیباچے وغیرہ۔ اس کی رسید اب تک نہیں آئی۔ (اس کی فہرست بھی مطلوب ہے)۔ تیسری قسط کل یعنی ۱۹ مارچ کو بھیجی ہے۔ اس میں آپ کو اختیار ہے کہ جہاں چاہیں رکھیں۔ کچھ چیزیں چھوٹ گئیں، آج بھیجتا ہوں۔ ترتیب کا آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیں رکھیں۔ یہ دیکھ لیجیے گا کہ مکرّر نہ ہوجائیں (۲۱)۔ اگر ابھی کتابت نہ ہوئی ہو تو عنوانات اس طرح لکھوائیں کہ ہر عنوان ایک سطر سے زیادہ نہ لے۔

(۹)

۲۵/ مارچ ۴۹ء

بھنور پوکھر، بانکی پور

شفیقِ مکرّم، آپ کا خط مورّخہ ۲۱ مارچ ملا۔ اس سے یہ پتا چلا کہ آپ نے آثارِ غالب (ظاہراً آپ نے اسی نام کو ترجیح دی) کہ مندرجات کس ترتیب سے رکھے ہیں، مگر آپ نے یہ نہیں لکھا کہ فارسی خطوط سے جوڑ مل گیا یا نہیں۔ یہ ضروری بات تھی جو آپ نے نہیں لکھی

... اچھا ہے آپ شیرانی مرحوم کے خط کا وہی حصہ دیجیے جس کا تعلق غالب سے ہے (۲۲)۔
عکس والا خط (۲۳) میں نے دیکھا ۱۸۱۴ھ کا نہیں ہوسکتا اس لیے کہ مُہر ۱۲۳۱ھ کی ہے۔
آپ کی فہرست میں معروف کی غزل نہیں مجھے اچھی طرح [یاد] ہے کہ بھیجی تھی۔ اگر آپ نے شامل نہیں کیا تو کیوں؟ (۲۴) اس کا جواب فوراً دیجیے۔ اگر یہ غزل آپ کو نہ ملی ہو تو اسے معیار سے لیجیے، آخر میں رہ سکتی ہے۔ ہاں، میں آپ کو اس کی اجازت از خود دے دیتا ہوں کہ آپ عبدالصّمد پر میرے مضمون کی جگہ عرشی صاحب کا مضمون چھاپیں، لیکن دِقّت یہ ہے کہ اس کا مُحقّق والے مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ اگر یہ شایع نہ ہوا تو پھر اس کا ابتدائی حصہ لا حاصل سمجھا جائے گا۔ معاصر نکل رہا ہے۔ اگر عرشی صاحب راضی ہوں تو اس میں اشاعت کے لیے بھیج دیں، مگر جلد ورنہ آیندہ پرچے میں چھپ نہ سکے گا۔ میں نے اس پرچے کے لیے کچھ نہیں دیا۔ باقی کل۔

(۱۰)

۲۶ / مارچ ۴۹ء
بھنور پوکھر، بانکی پور

شفیقِ مکرّم، کل کے کارڈ کا جواب دیا جاچکا ہے۔ آج دو کارڈ ملے۔

۱۔ اِکرام صاحب کی کتاب میں نے نہیں دیکھی، اس لیے مجھے علم نہ تھا کہ اس کے مندرجات کیا ہیں۔ سلام والا شعر اور مرثیے کے ۳ بند حذف کر دیں (۲۵)۔ آپ کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ مرثیے کے ۳ بند مالک رام نے اردو میں چھپوا لیے تھے۔ اردو میں صفیر بلگرامی اور غالب کے نام سے میں نے ایک مضمون لکھا تھا اور اس میں یہ بند آگئے تھے۔ (۲۶) اصل میں جلوۂ خضر میں جو غالب سے ملاقات کا حال لکھا ہے وہ سب کا سب نقل کر دیا گیا تھا۔ معروف کے دیوان میں جو اشعار ہیں وہ بھی میں نے اوّل اوّل چھاپے تھے (۲۷)۔

۔ ظاہراً آپ نے کتاب کا آغاز فارسی خطوط سے کیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو اردو سے آغاز کیجیے۔

۳۔ یہ بھی بتائیے کہ پہلا صفحہ جو آپ نے نقل کیا ہے اس کے عنوانات کیا ہیں، کتاب کا نام بھی تو اس صفحے پر ہونا چاہیے، اس کا انتظام کس طرح ہو گا۔ "خطوطِ غالب" یہ عنوان دوسرے عنوانوں سے زیادہ جلی نہ ہونا چاہیے۔

۴۔ آثارِ غالب کے لیے اب کچھ باقی نہیں۔

(۱۱)

۳۱ / مارچ ۴۹ء

بھنور پوکھر۔ بانکی پور

شفیقِ مکرّم، آپ کا کارڈ مورخہ ۲۸ مارچ ملا۔ میں مرثیے کے بند اور معروف کے دیوان والی غزل کے اِخراج کے بارے میں لکھ چکا ہوں۔ آپ اگر پہلے ہی لکھ دیتے کہ مالک رام اس غزل کو اور اِکرام مرثیے کے بندوں کو شایع کرچکے ہیں تو میں ان کے متعلق طویل نوٹ لکھنے میں وقت برباد نہ کرتا۔ ہاں یہ لکھیں کہ مالک رام نے غزل کب چھپوائی۔ میں مارچ ۳۶ء کے معیار میں اسے شایع کرچکا ہوں۔ سلام والا شعر بھی حذف کر دیجیے۔ خطوط کو حصّۂ دوّم اور باقی ماندہ کو حصّہ اکر دیجیے اور اردو کو فارسی پر مُقدّم رکھیے۔ کل رجسٹری بھیج چکا ہوں۔ جس میں آثار کے ابتدائی صفحے اور "مُحقّق" کے باقی ماندہ اجزا ہیں۔

۳۔ عکس حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی بشرطے کہ آپ نے کتاب کا نشان صحیح دیا ہو (۲۸)۔

۴۔ تپاں کا سالِ وفات نسّاخ نے ۱۸۳۴ء لکھا ہے، اور میں نے بھی اسے صحیح سمجھ کر حواشی میں لکھ لیا ہوتا مگر بعد کو یہ انکشاف ہوا کہ یہ غلط ہے (۲۹)۔ اس کی وجہ سے بہت کچھ بدلنا پڑے گا۔ تحقیق کی زمین بڑی پا لغز ہے۔ بخوبی ممکن ہے کہ یہ غلطی رہ جاتی۔

(۱۲)

[۲ اپریل ۴۹ء]

بھنور پوکھر۔ بانکی پور

کاغذات مرسلہ کل ملے، آج واپس ہیں۔ میری طبیعت تین چار دن سے خراب ہے، اس لیے آپ کے مضمون کی اصلاح ابھی ممکن نہیں (۳۰)۔ اسے غور سے پڑھنا ہے۔ آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ کیا ارادہ ہے۔ مشورہ قبول کرنا ضروری نہیں، لیکن عندیہ تو معلوم ہو۔

آزُردہ والا مضمون بجنسہٖ یا خفیف اختلافات کے ساتھ عجب نہیں مُصنّف میں بھی چھپا ہو۔ اس صورت میں اس کی اشاعت نا مناسب ہے۔ یوں بھی فضول سا ہے۔ صاحبِ مضمون نے گلشنِ بے خار وغیرہ کی مدحیّہ عبارات بے کار نقل کیں۔ انھیں کچھ اور نہیں تو یہ تو دیکھ

لینا تھا کہ خود غالب نے آزُردہ کے باب میں کیا لکھا ہے ۔ میں تو ادھر کئی دن سے لائبریری گیا نہیں ۔ آج قاسم صاحب کو نگلیٹو کے بارے میں لکھ رہا ہوں (۳۱) ۔ ملا تو بھیج دوں گا ۔

ڈاکٹر عبداللطیف (حیدرآباد) کا پتا کسی سے معلوم ہوسکے تو مجھے لکھ بھیجیں ۔

صدر یار جنگ کا نام مضمون نگاروں کی فہرست میں نظر نہ آیا ، ظاہرا وہ کچھ نہ لکھ سکے ۔

آپ غالب کے مجموعۂ اشعار پر جو شیفتہ کی کتابوں میں ہے ضرور لکھیں ۔ محنت طلب نہیں ، میں اسے دیکھے بغیر اس کا اندازہ کرسکتا ہوں کہ چند گھنٹوں کا کام ہے (۳۲)۔

شایع شدہ مضامین کی فہرست بہت کارآمد ہوتی ، مگر آپ نے ادھر توجہ نہ کی ۔

کانفرنس کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب اب تک وصول نہیں ہوا ۔

(۱۳)

۳۱ / مارچ ۵۰ء
بھنور پوکھر ، پٹنہ ۴
(پتا یہی لکھا کیجیے)

۱۔ آپ کا کارڈ (۱۳ مارچ کا) کل شام ملا ۔ کتاب مرسلہ صبح ہی کو آگئی تھی ۔ تعجب ہے کہ آپ نے نہ عُود (۳۳) بھیجی اور نہ ، نہ بھیجنے کی وجہ بتائی ۔

۲۔ موارد الکلم (۳۴) کی تقریظ غالب نے ایک دوسرے شخص کی طرف سے لکھی ہے ۔ مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے حمیدہ سلطان بیگم سے دریافت کیا تھا کہ حُسام الدولہ کون ہیں ، مگر وہ جواب نہ دے سکیں ۔

۳۔ میرا قیاس ہے کہ غالب کی والدہ غالب کے سفرِ کلکتہ سے پیشتر مرچکی تھیں (۳۵) ۔

۴۔ عکس دیکھا (۳۶) ۔ ۱۸۰۴ء بالکل خلافِ قیاس ہے ۔ اس وقت غالب کی عمر اتنی نہ تھی کہ وہ کسی امر کی ذمہ داری قبول کریں تو قانون اسے تسلیم کرے ۔ ۱۸۱۴ء کے اواخر میں بھی غالب کی عمر سترہ برس کی تھی ، اور جو قانون آج کل رائج ہے، (میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت بھی یہی قانون رائج تھا) اس کے مطابق ان کی تحریر قرض دینے والے کے لیے مفید نہیں ہوسکتی۔ میرا خیال ہے کہ ۱۸۲۴ء اور سنوں کے مقابلے میں زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ ۱۸۳۴ء میں تو میرا قیاس ہے کہ غالب کی والدہ زندہ ہی نہ تھیں ۔

۵۔ سیّد حسن عسکری صاحب کو آپ کا پیغام دے دیا گیا تھا ، اس کا علم بھی نہیں کہ انھوں نے عکس (۳۷) بھجوایا یا نہیں۔

۶۔ نجف علی خاں کی کتابوں پر جو غالب کی تقریظیں آثارِ غالب میں چھپی ہیں ان میں اغلاطِ طباعت ہوں تو عجب نہیں ۔ آپ بہ راہِ مہربانی ایک اغلاط نامہ تیار کر کے جلد از جلد مجھے بھیج دیں ۔ اس بارے میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں ۔

۷۔ دیوان معروف جو میرے پاس تھا ایک صاحب لے گئے اور پھر واپس نہ ملا ۔ آپ ذرا یہ دیکھ کر بتائیں کہ علی بخش خاں اور اُن کی بیٹی کی شادی کہاں ہوئی تھی۔

۸۔ دیوانِ معز فطرت کے نسخے میری نظر سے گزرے ہیں، لیکن ، ایسا نسخہ آج تک نہیں ملا جو کُل کلام پر حاوی ہو۔ اس میں سب سے مُقدّم یہ امر ہے کہ دیوان کے جتنے نسخے مل سکیں دیکھے جائیں۔ ان کی نثر کا ایک مجموعہ بھی ہے اور خطوط دوسری کتابوں میں بھی ملتے ہیں۔ ان چیزوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ تذکروں کے متعلّق میری رائے یہ ہے کہ کُل تذکروں کو دیکھنا چاہیے، خواہ وہ بہت بعد ہی کے کیوں نہ ہوں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد کے تذکروں کے کچھ مآخذ ایسے ہوسکتے ہیں جو اب ناپید ہوں یا سہل الحصول نہ ہوں، مزید یہ کہ ایسا کلام ان میں مل سکتا ہے جو دیوان کے موجودہ نسخوں میں نہ ہو۔ عہدِ عالمگیری کی کتبِ تاریخ کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ میں اِجمال سے کام لے رہا ہوں۔ اگر وہ یہ لکھیں کہ ان کے پاس کیا مواد موجود ہے تو میں تفاصیل سے کام لوں ۔ اس کے بغیر بہ خوبی ممکن ہے کہ میں ایسی کتابوں کے نام لکھوں جو خود ان کے علم میں ہوں ۔

۹۔ ایک کارڈ الگ سے جاتا ہے اس کا تعلّق مالک رام صاحب سے ہے۔

مکتوباتِ مختار الدّین احمد بنام قاضی عبدالودود

(۱)

علی گڑھ

۲/ مئی ۴۸ء

محترمی و معظّمی سلامِ مسنون

آپ کی رجسٹری کل اتوار ہونے کی وجہ سے آج ملی ، نامۂ گرامی کا شکریہ ۔ ([illegible] بریلوی مدیر معارف) وہ تنقید تو آپ میرے ہی لیے رکھ لیں تو بہتر ہے ۔ سیّد صاحب کو کوئی اور چیز دے دیجیے گا ۔ یہاں کی طباعت بہت اچھی نہیں لیکن پروف سے پورا اندازہ نہیں ہوسکتا ، اگر آپ

چند دن توقّف کریں تو میں اصل مطبوعہ فرمے بھیج دوں۔ ان سے صحیح اندازہ ہوسکے گا۔

غالب کے مکتوبات کے بارے میں آپ کا کوئی خط مجھے نہیں ملا۔ جواب کا مجھے اب تک انتظار ہے۔ میں علی گڑھ میگزین کا غالب نمبر نکالنا چاہتا ہوں۔ اس کی تیاری کے لیے تین مہینے سے زائد کی مدّت مجھے مل جائے گی۔ عام ادبی نمبر نکالنے کے بجائے شاعروں پر خصوصی نمبر نکالنا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ اس میں یکجا بہت مفید معلومات مل جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے آپ کو میں نے لکھا تھا کہ اس سلسلے میں مشورہ دیں کہ کن کن عنوانات پر مضامین لکھوائے جائیں۔ میرے خیال میں یہ شمارہ تین حصوں پر منقسم ہونا چاہیے۔ حالاتِ زندگی، کلام پر تبصرہ اور نوادر و آثار۔ آپ مطّلع فرمائیں کہ آپ کن عنوانات پر مضامین لکھیں گے۔ اگر غالب کی کچھ نایاب تحریریں مل جائیں تو پھر ان کا عکس چھاپنے کو بھی تیار ہوں براہِ کرم اپنے مشوروں سے جلد مطلع کریں۔

والسّلام

آرزو

(۲)

غالب نمبر

مسلم ریلیف سوسائیٹی
۵۶۔ لور چیت پور روڈ، کلکتہ

۸ / ۶ / ۴۸ء

مخدومی سلام مسنون

میں پٹنہ ۲ ماہِ رواں کو آیا اور غالباً ۳ کی صبح کو آپ کے یہاں پہنچا۔ ملازم سے معلوم ہوا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اُسی دن شام کو مجھے کلکتہ آنا تھا اس لیے شام کو حاضر نہ ہوسکا۔ آپ کے خطوط مجھے مل گئے تھے اور میں امتحان ختم کر کے لائبریری پہنچا لیکن کچھ زیادہ کام کی باتیں معلوم نہ ہوسکیں۔ شعبۂ مخطوطات کے نگراں رخصت پر تھے، اس لیے شیفتہ گلشن سے استفادہ ممکن نہ ہوا۔ آپ نے جن مطبوعہ فارسی کتابوں کا ذکر کیا ہے تعجب ہے یہاں موجود نہیں۔ تذکرۂ غوثیہ بھی نہیں ملا۔ گو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے شلف پر ایک بار اِسے دیکھا ہے۔ اب یا تو غائب ہے یا سیمنار میں منتقل ہوگیا ہے۔ چوں کہ امتحانات ختم

ہوئے مدّت ہوئی اس لیے سیمنار عرصے سے بند ہے۔

دیوانِ معروف دیکھا۔ وہ غزل ۱۱ شعروں کی ہے، مطلع یہ ہے:

جوابِ خط نہیں دیتا نہ دے جواب تو دے — کہ قاصد آکے جو کچھ دے خبر شتاب تو دے

محمود شیرانی کے مضمون کا عنوان ہے "فارسی شاعری اور اس کی قدامت" اور اس میں ... وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ اس کا یہ شمارہ پٹن لائبریری میں موجود نہیں۔ یہ مضمون دو قسطوں میں رسالۂ سہیل علی گڑھ شمارہ ۱ و شمارہ ۲ (۱۹۲۹ء) میں چھپا ہے۔ پہلا شمارہ یہاں موجود ہے لیکن وہ احسن گلگشن میں ہے۔ وہاں سے ایشو ہونا ممکن نہیں۔

میں ایک ہفتے میں آ جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے غالب نمبر کے لیے کچھ لکھنا شروع کر دیا ہوگا۔ آپ نے جن لوگوں کے نام لکھے تھے انھیں خط لکھ رہا ہوں لیکن حمید احمد خاں کا پتا معلوم نہیں۔ شیخ محمد اکرام اور ڈاکٹر عبدالستّار صدّیقی کے پتے بھی مطلوب ہیں۔

احسن گلگشن میں بہت اچھی کتابیں دیکھنے میں آئیں:

فہرستِ مخطوطات نمبر ۱۶ خلاصۂ دیوانِ رند ۰ — ۸۹ تذکرۂ شعرا مصنّف نا معلوم

۹۰ دیوانِ درد (فارسی) — ۱۳۰ دیوانِ درد (اردو) — ۱۳۱ دیوانِ جرأت ۰

۱۳۵ تذکرہ گلِ رعنا قلمی بزبان شفیق — ۱۷۵ دیوانِ سعد اللہ گلشن — ۲۳۱ تذکرۃ الشعراء دولت شاہ سمرقندی

یہاں دستنبو مطبوعہ بھی موجود ہے لیکن اس وقت کسی کے نام ایشو ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسّلام

مختار الدّین

(۳)

حبیب منزل
سیلاؤ، ضلع پٹنہ
۳۰ / ۸ / ۴۸ء

مخدومی سلامِ مسنون

آج کل خطوطِ غالب مرتّبہ مہیش پرشاد زیرِ مطالعہ ہے۔ ص ۱۳۱ پر واجد علی کا نام ملتا

ہے۔ مُرتّب کو اگر اس کا احساس ہے کہ صحیح نام امجد علی ہے تو پھر متن میں واجد علی کیوں رکھا۔ " غالباً" نہیں بلکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ امجد علی سے غالب کی مراد میر امجد علی قلق ہیں جو شفق کے خاص ہم نشینوں اور دوستوں میں معلوم ہوتے ہیں۔ بعض خطوط میں غالب نے ان کا ذکر کیا ہے دیکھیے خطوط نمبر ۳، ۵، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۲۰۱ وغیرہ۔

میں نے غالب کے پندرہ بیس اعزہ کے نام جمع کیے ہیں جو ان کے خاص رشتہ دار تھے جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن وغیرہ فہرست میں آپ کو دکھاؤں گا۔ آپ بھی اس کا خیال رکھیں۔ اگر کچھ مزید رشتہ داروں کے نام معلوم ہوسکیں تو اچھا ہے۔ کچھ رشتہ داروں کے نام ملتے ہیں لیکن پتا نہیں چلتا کہ وہ غالب کے دور کے رشتہ دار ہیں یا قریب کے۔ " مرزا عاشق بیگ میرا بھانجا، اس کا بیٹا احمد مرزا " (خطوط غالب ص ۱۶۳)۔ غالب کا ایک بھانجا مرزا عبّاس بیگ ہے جس کی فرمائش پر انھوں نے دعاء الصباح کو نظم کیا تھا۔ یہ عاشور بیگ انھی کے بھائی تو نہیں ؟

(خطوط ص ۱۵۷) " ہماری بھاوج صاحبہ یعنی زوجہ میر احمد علی خاں مغفور "

(خطوط ص ۱۶۳) آخری سطر میں مرزا یوسف اور ان کے بچوں کا ذکر ہے، کیا ان کی بی بی بچوں کے نام کہیں ملتے ہیں۔

(خطوط ص ۱۶۷) " فقِ شعراء حال کے کلام میں نظر نہیں آتا۔ یہ کہاں تک صحیح ہے ؟

(خطوط ص ۲۴۹) خط ۱۳ کے نیچے تاریخ کیوں درج نہیں۔ متن خط میں دو شنبہ یکم شعبان موجود ہے۔

(خطوط ۳۲۱) دساتیر اور بُرہان کے علاوہ میرے پاس کوئی کتاب نہیں، دساتیر میرا ایمان و حرزِ جان ہے، خط بنام علائی۔ انھی کو لکھتے ہیں " دساتیر میرے پاس نہیں " (ص ۳۲۵) یہ بھی صریح حقیقت سے اِنحراف کی مثال ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے بعد میں ان کے پاس دساتیر نہ رہی ہو۔ دونوں خطوں کا زمانۂ تحریر متعیّن کرنا چاہیے۔

آثارِ غالب کا جو باب علی گڑھ میگزین کے غالب نمبر میں قائم کرنے کا خیال ہے اس کے لیے میں نے سوچا ہے کہ مندرجۂ ذیل تحریرات اگر مل جائیں تو شامل کروں۔ اپنی رائے سے مطلع فرمائیے اور اِس امر سے بھی اطلاع دیجیے کہ یہ چیزیں کہاں اور کس طرح دستیاب ہوسکیں گی۔

۱۔ مثنوی دمغ الباطل

۲۔ پانچ مختصر فارسی مثنویاں (جو دیوانِ غالب فارسی نسخۂ خدا بخش میں موجود ہیں)

۳۔ فارسی قطعہ جو تذکرۂ غوثیہ میں ہے۔ یہ قطعہ نہ کلیات فارسی میں ہے نہ سبدِ چین میں۔

۴۔ مثنوی دعاء الصباح شائع کردہ عرشی صاحب "دز نگار"

۵۔ صفیر بلگرامی کے نام غالب کے پانچ خطوط (جلوۂ خضر) ۰ ایک خط "ندیم" گیا میں سیّد وصی احمد بلگرامی نے شایع کیا ہے۔

۶۔ ایک فارسی خط جو آج کل غالب نمبر میں شایع ہوا ہے۔

۷۔ "گل رعنا" حصۂ اردو کے اشعار (حسرت موہانی نے شرحِ دیوانِ غالب میں کچھ درج کیے ہیں)۔

۸۔ امراؤ بیگم نے جو خلد آشیاں کو تیسرا عریضہ بھیجا تھا جسے عرشی صاحب نے شایع نہیں کیا ہے (مثل ۳۳۶ صیغہ احباب میں محفوظ ہے)

۹۔ سیّد وصی احمد بلگرامی کی بیاض کے اشعار

۱۰۔ مکتوب فارسی بنام ولی داد خاں کتب خانۂ حبیب گنج

جواب یہیں کے پتے سے دیجیے۔

(۴)

علی گڑھ میگزین

۵۷۰ ایس ایس ویسٹ

سرسید ہال

۲۶ / ۹ / ۴۸ء

مخدومی سلام مسنون

ایک عریضہ حاضرِ خدمت کرچکا ہوں۔ کل تذکرۂ غوثیہ ایک شلف میں مل گیا۔ غالب سے متعلق دو مقامات پر ذکر ہے اور وہ شیخ محمد اکرام نے ا تیسرے ایڈیشن میں شایع کر دیا ہے کل ہی دو گھنٹے میں پوری کتاب پڑھ گیا۔ دو مقامات پر غالب کے شعر اور مصرعے نقل کیے ہیں۔ اس کتاب سے کوئی خاص روشنی غالب پر نہیں پڑتی۔ لیکن کتاب بہت دلچسپ اور قابل مطالعہ ہے۔ آپ فرمائیں تو بھیج دوں۔

شیرانی صاحب کا خط ضرور بھیج دیجیے۔ پتا نہیں مولوی عبدالحق کا کوئی خط آپ کے پاس محفوظ ہے یا نہیں۔ جواب سے جلد مطلع فرمائیں۔

والسلام

مختار الدین

(۵)

۵۷۰، الیس الیس ویسٹ

۲۶ / ۱۰ / ۴۸ء

مخدومی سلام مسنون

پہلے آپ کا رجسٹرڈ خط ملا اس کے بعد دوسرا سادہ خط ملا۔ "عُود ہندی" اشاعتِ اول روانۂ خدمت ہے۔ آپ کے مضمون کے مطبوعہ فرمے بھیجنے میں دیر اس لیے ہوئی کہ میں چاہتا تھا کہ "عُود" مل جائے تو ساتھ ہی روانہ کردوں۔ اس کا ایک نسخہ یہاں اور تھا اور اس کا سر ورق رنگین (سبز یا سرخ) تھا۔ یہ نسخہ بھی طبع اوّل کا ہے اور کوئی فرق نہیں۔ لیکن مِہر صاحب نے لکھا ہے کہ اشاعت ۳ رجب کی ہے اس اشاعت میں ۱۰ رجب ہے۔

اردوے معلّیٰ کا بھی ایک قدیم مطبوعہ نسخہ یہاں موجود ہے جو "۴ ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۸ھ مطابق ۶ مارچ ۱۸۶۹ء روز مبارکہ جمعہ کو بساعت سعد چھپ کے تیار ہوگیا" یہ نسخہ سیّد فخرالدّین کے زیرِ اہتمام شائع ہوا ہے۔ آخر میں غلط نامہ درج ہے ۴۶۴ صفحات پر یہ کتاب مکمل ہوئی ہے۔ یہ مجھے اردوے معلّیٰ کی اشاعتِ اوّل معلوم ہوتی ہے۔ نسخہ باہر جاسکتا ہے یا نہیں اور کتب خانے سے میں ایشو کراسکتا ہوں یا نہیں یہ قابلِ دریافت ہے۔ یہ کتاب لِٹن لائبریری کی نہیں ایک پرائیوٹ ذخیرے کی ہے۔ بہر کیف اگر آپ لکھیں گے تو میں اسے ایشو کرانے کی کوشش کروں گا۔ آپ کے تفصیلی خط کا شدید انتظار ہے، محمود شیرانی مرحوم کے خط کا بھی۔ یہ چیزیں جلد بھیج دیجیے۔ میں (میگزین کی) کتابت ختم کراکے ایک ہفتے کے لیے مُحرّم کی تعطیلات میں مکان آنا چاہتا ہوں، کب تک؟ یہ ابھی قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ والسّلام

آپ کا

آرزو

(۶)

حبیب منزل

سیلاؤ ضلع پٹنہ

۱۶ / ۱۱ / ۴۸ء

مخدومی سلام مسنون

آپ کی طویل تنقید کی آخری قسط اور آپ کا والا نامہ ملا۔ دلی شکریہ قبول فرمائیں کہ

آپ نے زحمت فرما کر علالت کی حالت میں اپنا خاصا وقت صرف کر کے طویل خط لکھا۔ آپ کا لکھنا ویسے بھی ناگوار نہیں ہوتا پھر میں نے تو خود آپ سے درخواست کی تھی مجھے واقعی ایسی تنقید کی ضرورت بھی تھی۔ آپ اگر رُو بصحت ہوں تو اس سلسلے میں اور کچھ لکھنا چاہتے ہوں تو لکھ بھیجیے۔ ابھی ساری باتیں آپ کے دماغ میں تازہ ہوں گی۔

میں نے پہلے بھی آپ کو اطلاع دی تھی کہ "سیرِ سیّاح" کے دو مطبوعہ نسخے علی گڑھ میں محفوظ ہیں۔ دیوانِ رودکی کے متعلق بعد کو اطلاع دوں گا۔ آپ کے مضمون کی تصحیح اسی نمبر میں شایع کر رہا ہوں۔

میں ۹ ماہ رواں کو بوقتِ شب پٹنہ پہنچا، دوسرے دن یہاں اپنے گاؤں چلا آیا۔ اس عجلت میں بھی آپ سے ملنے کے لیے وقت نکال سکتا تھا لیکن وہ ملاقات بہت مختصر ہوتی، اس لیے اسے واپسی پر ملتوی کر دیا۔ میں ۱۹ یا ۲۰ کو آؤں گا اور غالب نمبر کے سلسلے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسے اپنے ساتھ میں لے جانا چاہتا ہوں۔ ناسازیِ طبع کی بنا پر کام ادھورا رہ گیا ہے اسے براہِ کرم مکمل کرلیجیے بشرطے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہو۔

سیّد وزیر الحسن صاحب نے جواب دیا ہو تو مطلع کیجیے گا۔ کلّیاتِ نثرِ غالب آپ کو اب تک نہ ملا ہو تو مطلع فرمائیے، میں اس کتاب کی پہلی اشاعت جو ایک زمانے میں آپ کے پاس رہ چکی ہے حاضرِ خدمت کر دوں گا۔

والسّلام

مختار الدّین احمد

(۷)

۵۰، سرسیّد غربی

۱۹/۱/۴۹ء

مخدوم گرامی سلامِ مسنون

پرسوں آپ کے چار پوسٹ کارڈ اور آج رجسٹری ملی۔ ممنون ہوں کہ آپ نے زحمت فرما کر خطوط فوراً بھیج دیے لیکن یہ تو تعداد میں بہت کم معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے یاد تھا کہ آپ کے پاس تقریباً چالیس خطوط ہیں۔ براہِ کرم اس پر تفصیلی نوٹ لکھ کر بھیجیں۔ میں نے خاصے صفحات سیکشن کے لیے رکھے ہیں۔ کتابت تشفی بخش اور ان شاء اللہ صحیح ہوگی۔

ڈاکٹر صدیقی ابھی حال میں یہاں آئے تھے، میں ان سے ملنے گیسٹ ہاؤس گیا لیکن وہ ذاکر صاحب کے پاس گئے ہوئے تھے ۔ پھر وہ اُسی دن چلے گئے اور میرے لیے ایک رقعہ چھوڑ گئے کہ ایک ہفتے میں وہ مضمون بھیج دیں گے ۔ خطوط کی تمہید کے بعد اگر عرشی صاحب والی کتاب پر تنقید بھیج دیں تو بہت بہتر ہو۔ اس کے بعد اور مضامین روانہ فرمائیں ۔ یہ خط عجلت میں آپ کے حسبِ حکم صرف رسید کے طور پر لکھ رہا ہوں ۔

والسّلام

مختار الدّین آرزو

(۸)

۵۷، سر سیّد غربی
مسلم یونیورسٹی

۲۴ / ۱ / ۳۹ء

مخدومی سلامِ مسنون

دو کارڈوں میں صرف ایک کارڈ ملا۔ آج بھی انتظار کیا کہ دوسرا گمشدہ کارڈ آجاتا تو ایک ساتھ دونوں کا جواب لکھوں۔ مجبوراً ایک کارڈ کا جواب ہی لکھ رہا ہوں میں رسالہء عبدالکریم شائع کرنے کو تیار ہوں لیکن آپ سے جو گفتگو ہوئی اس کی ساری باتیں حافظے میں محفوظ نہیں، براہِ کرم انھیں لکھ بھیجیے کہ بعد کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔ اس بات کا خیال رکھیے گا کہ مجھے پہلے منظوری علی گڑھ میگزین کے مینجر صاحب پھر سنسر صاحب سے لینی ہوتی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ یہ اصحاب بھی اس قسم کے علمی مسائل اُسی طرح سوچیں جس طرح ہم سوچتے ہیں ۔ میں نے میگزین کے سائز کا فیصلہ کرلیا ہے یہ 8 / 23 x 18 ہوگا یعنی سویرا لاہور کے سائز 16 / 30 x 20 سے طول میں کچھ بڑا ہے ۔

صدیقی صاحب اجازت دے دیں تو مجھے مطلع فرمائیے اور رسالے کی نقل بھیج دیجیے ۔ مسوّدہ صاف ہو اور واضح ۔ دوسرے مضامین موعودہ بھی جلد روانہ فرمائیے۔ عرشی صاحب نے اپنے دونوں مضامین بھیج دیے ہیں ۔ مالک رام صاحب کا مضمون بھی آگیا ہے۔ شہباز کی کتاب یہاں موجود ہے ۔ معلوم نہیں آپ کیا چاہتے ہیں ۔ کیا یہ کتاب آپ کو بھیج دوں ۔ یا ... سے کچھ معلومات آپ کو بھیجنے ہیں ۔

دقائع عبدالقادر خاں میں غالب کا ایک جگہ بھی ذکر نہیں ۔ میں نے بڑی تقطیع کے کوئی ۴۰۰ صفحے پڑھ ڈالے لیکن غالب کا ذکر نہیں ملا ۔ بہت افسوس ہوا ۔ میں حبیب گنج سے کل واپس آیا ۔ غالب کے فارسی خط پر جو وہاں محفوظ ہیں تاریخ ۱۸۰۴ء پڑھی جاتی ہے۔ یہ کیوں کر ممکن ہے جب کہ غالب کی مُہر پر ۱۲۳۰ کے اعداد منقوش ہیں ۔ یہ خط ۱۸۳۰ء یا اس کے بعد کا ہونا چاہیے ۔ میں نے اس کے عکس کا انتظام کرلیا ہے ۔

والسّلام

مختار الدّین

(۹)

۵۷ ، سر سیّد غربی

۲۶ / ۱ / ۴۹ء

مخدومی سلام مسنون

آپ کا دوسرا گمشدہ کارڈ آج ملا ۔ "زندگانیِ بینظیر" کی مطبوعہ عبارت یہ ہے :
" حکیم غلام رضا خاں دہلوی جن سے مجھ کو فنِ طب میں تلمذ حاصل ہے یہ گویا غالب کے متبنیٰ ہیں۔ اردوے معلّی کے دونوں حصّے انھی کے نام ہبہ ہیں۔ چوں کہ یہ بھی مرزا غالب کے حالات سے بہت واقف ہیں میں نے ان کو بھی اس مسئلۂ تلمّذ کے باب میں لکھا ، اُن کے یہاں سے یہ مضمون لکھا ہوا آیا۔
" بابت مرزا غالب و نظیر کے جو دریافت فرمایا ہے اس کی مطلق اصلیّت نہیں ۔ صحیح امر تو یہ ہے کہ مرزا نے نہ تو فارسی کلام کسی کو دکھایا نہ اردو ، یہ جو مرزا صاحب ہرمزد ثم عبدالصّمد کو اپنا اُستاد لکھتے ہیں ، اس شخص کا وجود ذہن میں تھا خارج میں نہ تھا ۔ چودہ برس کی عمر میں مرزا صاحب دہلی آئے ، پھر یہیں رہے ۔ اُس زمانے میں دہلی میں شاہ نصیر کا بہت شُہرہ تھا بلکہ مرزا صاحب کے خسر الٰہی بخش معروف بھی انھی کے شاگرد تھے ، مرزا صاحب نے اپنا کلام نصیر تک کو تو دکھایا نہیں، مجھے جو اصل حقیقت اس معاملے میں معلوم تھی حوالۂ قلم ہوئی " (ص ۲۰۰ ، ص ۲۰۱)
ممنون ہوں کہ آپ نے علی گڑھ میگزین کے " غالب نمبر " کے لیے مضامین لکھنے

شروع کر دیے۔ " غالب بہ حیثیت محقق " والا مضمون لکھنا بے حد ضروری ہے۔ اتفاق ہے کہ آپ کے لکھنے سے پہلے میں حبیب گنج ہو آیا تھا۔ وقائع عبدالقادر خاں دیکھی۔ غالب کا کہیں ذکر نہیں۔ دو روز وہاں رہا کچھ اشارات تیار کیے۔ موقع ہوا تو اس کتاب پر ایک مضمون لکھوں گا۔ آپ براہِ کرم بتائیے کہ ان کے تعلّقات غالب سے کیا تھے۔ مجھے تو غالب کی تصانیف و خطوط میں کہیں عبدالقادر خاں کا ذکر نہیں ملا۔ ہاں عُودِ ہندی ص ۱۰ میں مخالفین غالب مولوی نعمت علی، کرم حسین بلگرامی کے ساتھ عبدالقادر خاں کا ذکر موجود ہے۔ اگر غالب سے ان کے تعلّقات کا پتا چلے تو ان پر میں مضمون لکھ سکتا ہوں اپنے میگزین کے اسی " غالب نمبر " کے لیے غالب کا ایک نقّاد یا غالب کا ایک مخالف یا غالب کا ایک معاصر " یا کسی اور عنوان سے لیکن شرط یہ ہے کہ غالب سے تعلّقات کا کچھ پتا چلے تاکہ عنوان کا حق ادا ہو۔

والسّلام

مختار الدّین احمد

(۱۰)

۵۰، سرسیّد غربی

۲۷ / ۲ / ۴۹ء

مخدومی سلامِ مسنون

مطبوعہ عبارت نقل کرتا ہوں : غالب نے بُرہان کی تنقید میں قاطع لکھی ہے لیکن اس میں یا کہیں اور انھوں نے مفصل طور پر نہیں لکھا کہ فرہنگ نگاری کے اصول کیا ہیں۔ ان اعتراضات سے جو انھوں نے بُرہان پر کیے ہیں، البتہ کچھ اصول مُستنبط ہوسکتے ہیں۔ فرہنگ کا دیباچہ اس باب میں بالکل خاموش ہے۔ قاطع میں ایران و ہند کی مختلف زبانوں کے نام آئے ہیں، یہ سراغ لگانا تھا کہ غالب کے ذہن میں مفہوم متعیّن ہیں یا نہیں، اور ہیں تو کیا ہیں، یہ بحث بھی لا حاصل سمجھی گئی ہے۔ غالب نے کوئی فرہنگ ایسی نہیں لکھی جس میں فرہنگ نگاری کے اصول کی مراعات ضروری سمجھی ہو۔ قادر نامہ نصاب کے طور پر بچوں کے لیے ہے۔ پ کی آہنگ دوم میں محض تھوڑے سے مُفردات و مُرکّبات جمع کر دیے گئے ہیں۔ کتابوں کے آخر میں مشکل لغات کی جو فرہنگیں ہیں ان کا تعلّق صرف انھی کتابوں کی لُغات سے ہے۔ صرف و نحو میں بھی ان کی مستقل کتاب نہیں، یا تھی تو اب ناپید ہے۔ اس صورت میں

کسی لغت سے متعلق یا صرف و نحو کے کسی مسئلے کے بارے میں غالب کے یہاں جو کچھ ملتا ہے وہ بیشتر جامعیت سے محروم ہے اور اس کے لیے ان پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ دیباچے میں یہ بتانا تھا کہ زبان سے متعلق غالب کے یہاں جو مباحث ملتے ہیں، ان کی نوعیت کیا ہے۔ یہ بحث بھی دیباچے میں نہیں ملتی۔ غالب کی "لسانیاتی دقیقہ سنجی" کی مدح میں چند سطروں کا قصیدۂ مشور ان فروگزاشتوں کی تلافی نہیں کر سکتا۔ ۔ ۔ ۔

۱۔ قادر نامہ یہاں لائبریری میں نہیں، بازار میں اب بھی مل جاتا ہے۔ میں نے حال کا چھپا ہوا ایک سستا سا نسخہ رام پور میں خریدا تھا جو پٹنہ میں ہے۔ جلوۂ خضر کا نام احسن مارہروی صاحب کی فہرست کتب میں تو ہے لیکن ان کی بہت سی کتابوں کا پتا نہیں۔ متعلقین کے بقول کچھ کتابیں ان کے اعزہ نے واپس لے لی ہیں، یہ اب لٹن لائبریری میں نہیں۔

۲۔ صاحبِ عالم کا سالِ وفات قاموس میں بھی دی ہے۔

۳۔ دیوانِ غالب کا کون سا نسخہ آپ چاہتے ہیں۔ یہاں کوئی قدیم نسخہ نہیں۔ میں نے اپنا مطبوعہ نسخہ جو آپ کو بھیجا ہے وہ غالب کی زندگی کا مطبوعہ ہے۔

آج کے موصولہ کارڈ کی سب ضروری باتوں کا جواب ہوگیا۔

سیرِ سیاح ابھی تک نہیں ملی۔

متفرقاتِ غالب بھیج چکا ہوں۔

درش کشا کی تقریظ بھی ساتھ ہی روانہ کرچکا ہوں۔

وصی بلگرامی صاحب کا پتا کیا ہے؟

آپ منوہر سہائے صاحب سے کچھ اس موضوع پر لکھوائیں تو بڑا اچھا رہے۔ فارسی ادبیات پر ان کا مقالہ خاصا معلوم ہوتا ہے۔

میرا امتحان ۶ اپریل سے شروع ہو رہا ہے۔

آرزو

(۱۱)

علی گڑھ میگزین

۵/۳/۷۹ء

مخدومی سلام مسنون

کل ایک رجسٹری اور آج آپ کا کارڈ ملا۔ "تبصرۂ فرہنگِ غالب" کتابت کے لیے دہلی

ہیں ایک کاتب کے پاس ہے اس لیے وہ نصف سطر کی عبارت مضمون میں تو نہیں آسکے گی لیکن آخر مضمون میں حواشی میں یہ سطر آجائے گی۔

عبدالصّمد والے مضمون کا تتمّہ آج مل گیا، شکریہ۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس مضمون کا عنوان کچھ اور رکھا جائے۔ میں چاہتا ہوں یہ عنوان ہو: "غالب کا ایک فرضی استاد عبدالصّمد"۔ سفرنگِ دساتیر سے تقریظ نقل کر کے آپ کو بھیج چکا ہوں۔ عنوانِ تقریظ وہی ہے جو میں نے نقل کر کے بھیجا ہے۔ سالِ طبع بھی لکھ چکا ہوں۔

میگزین کا غالب نمبر "بہت جلد چھاپنے کا ارادہ ہے۔ کاپیاں اور پروف آپ کو بھیجنے میں خاصا وقت لگے گا لیکن اگر آپ ضروری سمجھتے ہوں تو ضرور بھیجوں گا۔ آپ اپنے مضامین جلد بھیجیں اس میں اب دیر نہ کریں۔ میرا خیال ہے تحقیق والا مضمون جامع ہو۔ صفحات کے لیے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اب آپ کے مرسلہ مضامین کی کتابت ہو تو معلوم ہو کہ یہ مضامین کتنے صفحات لیتے ہیں۔ بہر کیف آپ اطمینان سے لکھیے اور ضخامت کی فکر نہ کیجیے۔ لیکن اسے بھیجنے سے پہلے "نوادر" کے اجزاء بھیج دیں کہ مضامین کی کتابت ہوتی جائے اور یہ اجزاء چھپتے جائیں۔ خطوط پر آپ کے نوٹس ہونے بہت ضروری ہیں۔ یہاں خط مجھے عرشی صاحب چھاپنے کے لیے بھیج چکے ہیں۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ایک جگہ جہاں آپ کے تیار کردہ متن میں سوالیہ نشان ہے وہاں عرشی صاحب نے تو وہ [مشتبہ لفظ]" استعشار " پڑھا ہے۔

ایک بات اور یاد آئی۔ اور اصحاب نے عبدالصّمد سے متعلق کچھ نہیں لکھا، معاصرین نے اس کا ذکر کیا، لیکن آغا احمد علی نے ہفت آسمان میں جہاں غالب کی مثنویوں کا ذکر کیا ہے وہاں صراحت سے لکھا ہے کہ عبدالصّمد ہرمزد کے شاگرد ہیں۔

نگارستان اور روزِ روشن کا کتب خانے میں پتا نہیں چلا اس لیے ... کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔

سیرِ سیّاح کتب خانے سے غائب ہے۔ لُغت والا مجموعہ فی الحال گم ہے۔ حالانکہ یہ کتابیں میں نے دیکھی ہیں اور یہاں موجود تھیں۔ یہ مخمس وزیر الحسن عابدی نے "آج کل" میں شائع کر دیا ہے۔ اس میں ان تمام اصحاب کے نام درج ہیں جن کے مخمس اس کتاب میں موجود ہیں۔ اس میں صفیر بلگرامی کا نام نہیں ملا۔ مضمون نگار نے کتاب کے متعلّق پوری تفصیل درج کی ہے۔

جلوۂ خضر تو یہاں لٹن لائبریری میں کبھی تھی ہی نہیں اگرچہ احسن مارہروی کے پاس موجود تھی۔ ان کا ذخیرۂ کتب یہاں آگیا ہے لیکن اس میں یہ کتاب موجود نہیں۔

[دوسرا کارڈ]۔ قدر بلگرامی کے نام جو غالب کا خط ہے جس کا عکس میں نے آپ کو بھیجا ہے اس میں اب توجہ کی ضرورت نہیں ۔ میں نے اس کا پورا متن کلیات اور خطوط کی مدد سے تیار کرلیا ہے ۔

دلی داد خاں کے خط میں ایک لفظ کرم خوردہ ہے پڑھا نہیں جاتا ۔ یہ بتائیے مکتوب الیہا کے بارے میں کوئی اطلاع مل سکتی ہے ؟ میں نے جو کچھ پتا چلایا ہے وہ ناکافی ہے ۔

غالب کی حیات میں یا ان کی وفات کے فوراً بعد دو کتابوں میں عبدالصمد کا ذکر ملتا ہے (۱) مجموعۂ سخن جو کالن براؤنتگ کی فرمایش پر ۱۸۶۳ء میں مرتب : ' اس میں ص ۱۱۲ پر درج ہے کہ غالب فارسی میں ایک آتش پرست کے شاگرد تھے ۔ (۲) ہفت آسمان مؤلفہ آغا احمد علی میں یہ عبارت ملتی ہے ۔ تخلّص غالب عرف مرزا نوشہ اکبر آبادی المولد دہلوی المسکن شاگرد میرزا عبدالصّمد اِصفہانی کہ پیشتر ہرمز نام داشتہ ، قوتِ طبع و قدرتِ سخن گزاری نظماً و نثراً او را مُسلّم است بلکہ بیشتر نثرِ اُو دلربا تر ... حالِ سخندانیِ اُو سیما کیفیت قاطع بُرہانِ اُو کہ پیشتر درفش کاویانی خطابش کردہ وہم چنین جوہرِ تیغِ تیز اُو از مطالعۂ جوابہای آں خصوصاً مؤیّد برہان ، و شمشیرِ تیز تر بر تماشہای سخن عالیست ... آنچہ از اعتراض و اصلاح بدیں شعر" خوک شد الخ' دَر مؤیّد برہان ص ۴۴۲ مرقوم گشتہ ، فلا نکرّرہ " ۔

ان دونوں کے اقوال یقیناً آپ کے علم میں ہوں گے ۔ لیکن میں نے یہاں یہ عبارت اس لیے نقل کر دی کہ غالب کی فارسی دانی کے متعلق آغا کی رائے معلوم ۔

کل آپ کا کارڈ ملا ۔ براہِ کرم کتاب والے اجزاء جلد بھیج دیجیے ۔ میرا امتحان ۶ اپریل سے شروع ہو رہا ہے ۔ میں چاہتا ہوں ساری چیزیں پریس چھپنے کے لیے بھیج دوں تو نسبتاً مجھے سکون حاصل ہوجائے ۔

عرشی صاحب کا بھی ایک مضمون آیا تھا غالب کی تعلیم پر ۔ اس میں عبدالصّمد کا مسئلہ چھیڑ دیا ہے انھوں نے ۔ لیکن آپ کے مضمون کے بعد اسے شایع کرنے میں اکثر باتیں مکرّر ہوجائیں گی ۔

والسّلام

آرزو

(۱۲)

علی گڑھ

۱۴ / ۱۰ / ۴۹ء

مخدومی سلامِ مسنون

پچھلا خط میں نے عجلت میں لکھا تھا اور قلم بھی کچھ ایسا تھا کہ آپ کو میرے خط کے پڑھنے میں زحمت ہوئی۔ عفو خواہ ہوں۔

۱۔ اس ایک سطر کا اضافہ تبصرے میں ہوجائے گا۔

۲۔ سفرنگ سے متعلق بھول ہوگئی تھی۔ میں نے اسے دری کشا سمجھ کر جواب دیا تھا۔ غلط فہمی یوں ہوئی کہ آپ نے اپنے خط میں لکھا "سفرنگِ دساتیر کی تقریظ رہ گئی"۔ آپ کا مطلب کچھ اور تھا، میں نے کچھ اور سمجھا۔

۳۔ غالب کے ترجمے میں اب اور کوئی بات قابل ذکر نہیں۔ کام کی جو بات آغا احمد علی نے لکھی تھی وہ میں نے آپ کو بھیج دی ہے۔ یہ تحریر ۱۸۷۳ء کی ہے۔

۴۔ آفاق دہلوی کا پتا معلوم نہ ہوسکا۔

۵۔ "محقق" والے مضمون میں خط والی ترکیب مجھے پسند نہیں، لیکن آپ یہ مضمون لکھیں ضرور۔ صفحات کا کچھ اندازہ ہوجاتا تو مجھے آسانی ہوتی۔ بہرکیف آپ مضمون لکھنا شروع کر دیں۔ آپ کی تحریریں ویسے بھی مختصر ہوتی ہیں لیکن اِختصار کے خیال میں ایسا نہ ہو کہ کوئی اہم بات لکھنے سے رہ جائے۔ آپ نے نوادر کا حصہ مرتب کرلیا ہو تو بھیج دیجیے۔ میں نے جو کچھ مرتب کیا ہے اس کی کتابت ہوگئی۔ اس میں میں نے بہت سی تحریراتِ نظم و نثر جمع کر دی ہیں۔ کچھ شایع شدہ چیزیں بھی آگئی ہیں لیکن اِفادیّت کے مدِّنظر سے ہیں اور اس خیال سے کہ وہ سب محفوظ ہوجائیں، ایک جگہ جمع کرلیا ہے۔ لیکن اگر اس شمارے میں گنجایش نہ رہی تو بہت سی تحریریں نکال دینی پڑیں گی۔

دیوانِ غالب فارسی (نسخۂ خدا بخش) پر غالب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دو تحریروں کا عکس بھی شایع کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پروفیسر سیّد حسن عسکری صاحب کو زحمت دی ہے کہ وہ بعض صفحوں کے عکس مجھے بھیج دیں۔ ابھی ان کا جواب نہیں آیا ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدّین احمد

علی گڑھ

۲۳ / ۳ / ۴۹ء

مخدومی سلام مسنون

آثارِ غالب کی جو ترتیب میں نے رکھی ہے وہ حسب ذیل ہے اگر کوئی بات اس سلسلے میں قابل ذکر ہو تو مُطّلع فرمایئے ورنہ بعد کو دِقّت ہوگی۔

فارسی مکتوبات:

فارسی نثر:

(۱) تقریظِ قاطع برہان

تقریظِ سفرنگِ دساتیر

تقریظِ دری کشا

اردو نثر:

(۱) دیباچۂ لطائفِ غیبی

دیباچۂ تیغِ تیز

ایک استفتاء

مکتوبِ اردو

دو فارسی شعروں کے مطالب

فارسی نظم:

نامۂ منظوم بنام جوہر

تین معمّے

رباعی

فردیات

اردو نظم:

اشتہارِ پنج آہنگ

ہجو سعادت علی

فردیات

علی گڑھ میگزین
مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

اڈیٹر
مختار الدین آرزو
بی۔ اے (علیگ)

۱۴ / ۴ / ۴۹ء

مخدوم گرامی سلامِ مسنون

آپ کی مرسلہ رجسٹری ملی اور آج ہی آپ کا کارڈ موصول ہوا۔ شکریہ قبول فرمائیے۔ پہلے رجسٹری کا جواب عرض کروں پھر دوسرے امور کا۔

آپ کے گرامی نامے کا پہلا پیراگراف جس انداز میں لکھا گیا ہے، اگر اس انداز میں نہ بھی لکھا جاتا تب بھی شاید مقصد فوت نہ ہوتا اور میں اس کی اہمیت اچھی طرح سمجھتا۔ آپ کو تعجب ہوا کہ ایسی معقول باتوں کو ماننے میں یہاں کے لوگوں کو کیا عُذر ہوسکتا ہے (۳۸)۔ اب میں کیا بتاؤں کہ کبھی بعض لوگ معقول بات بھی ماننے کو تیار نہیں ہوتے، اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ سینکڑوں نا معقول باتیں کر جائیے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ بہرکیف مطمئن رہیں اپنی سی کوشش کروں گا۔

۲۔ آثارِ غالب شیخ محمدؐ اکرام کی کتاب کے دوسرے اڈیشن کے اس حصے کا نام ہے جس میں انتخابِ اشعارِ اردو و فارسی ہے۔ آپ کے مجموعے کا نام کہیے تو "نوادرِ غالب" رکھ دوں (۳۹)۔

۳۔ آپ کے تینوں مضامین (۴۰) کے کچھ ری پرنٹ میں آپ کو ضرور دوں گا۔ یہ معاملہ بالکل میرے اختیار کا ہے۔ اس میں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ ں پندرہ یا جتنے نسخے کہیے فاضل چھپوا لوں، لیکن آپ براہِ کرم اپنے مضامین جلد از جلد بھیجیں، رسالے کی کتابت شروع ہوگئی ہے۔ غالب کے مرسلہ خطوط فارسی ۱۸ صفحوں میں آئے ہیں۔

۴۔ شیخ محمد اکرام کی کتاب میں سراپا سخن، تذکرۂ خوب چند ذکا اور تذکرۂ سَروَر سے غالب کے اشعار درج کیے گئے ہیں۔ تذکرۂ سَروَر سے ۱۲ اور عیار الشعراء سے ۲ شعر لیے گئے ہیں۔

۵۔ میمن صاحب کو ہندوستان کے سیاسی انقلاب اور علی گڑھ کے مقامی حالات نے مایوس اور افسردہ بنا دیا ہے۔ آپ یہ کیجیے کہ ایک خط انھیں خود لکھیں، میں ان کے پاس اکثر آتا جاتا رہتا ہوں۔ وہ مجھ سے آپ کے خط کا ضرور تذکرہ کریں گے۔ میں اصرار کر کے

جواب لکھوانے کی کوشش کروں گا ۔ ان کا حال یہ ہے کہ وہ اگر موڈ میں ہوتے تو وہ موضوع پر اس تفصیل سے بتانا شروع کر دیں گے کہ انھیں سنبھالنا اور یاد رکھنا مشکل ہوجائے گا ۔ وہ لکھ کر بھیجنے کا تکلف نہیں کریں گے ۔ میں کوشش کروں گا کہ جو کچھ وہ کہیں میں آپ کو لکھ کر بھیج دوں ۔

۶۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ بمبئی میں تذکرۂ مخزنِ شعراء (۴۱) کا وہ قلمی نسخہ ہے جس پر غالب کے ہاتھ کی تحریر کردہ تقریظ ہے ۔ اس کی اہمیّت و نُدرت کی بناء پر میں نے اس کا عکس میگزین کے غالب نمبر کے لیے حاصل کرنا چاہا ۔ نجیب اشرف ندوی صاحب اور ایک اور صاحب (۴۲) کو خط لکھا ہے ۔ اگر عکس حاصل ہوگیا تو اس کی اشاعت مفید ہوگی ۔ یہ تقریظ مطبوعہ کتاب شائع کردہ انجمن ترقی اردو سے میں نے نقل کرلیا ہے ۔ وہ اس وقت کاغذات میں کہیں گم ہے ، بعد کو آپ کو بھیج دوں گا ۔

۷۔ عبدالقادر خاں والا لطیفہ کون سا ہے ؟ وہی بھینس اور انڈے والا ؟ (۴۳)

۸۔ قُدسی (۴۴) کی غزل پر جن حضرات نے مُخمّس لکھے ہیں ان کا مجموعہ یہاں احسن گلکشن میں موجود ہے اور میں نے اس کی نقل بھی لے لی ہے ۔ کتاب کا نام " حدیثِ قدسی " ہے، مُرتّب محمّد عمر ساکن دہلی ہیں ۔ یہ ۱۸۵۷ء میں شائع ہوئی ہے ۔ اس میں شہزادوں اور سلاطین زادوں کے علاوہ متعدّد شعراء کے مخمّسات ملتے ہیں ۔ میر مہدی مجروح ، مرزا رحیم بیگ (مؤلّف ساطعِ برہان) بدر الدّین (غالب کے مُہر کَن) کے لکھے ہوئے مخمّسات بھی ملتے ہیں ۔ میں نے اس کتاب سے نوٹس لے لیے ہیں ۔ لیکن اسی عرصے میں سیّد وزیر الحسن عابدی صاحب نے رسالۂ آجکل (۱۵ فروری ۱۹۶۷ء) کے شمارے میں غالب کی یہ تضمین شایع کر دی ہے ۔ یہ مخمّس اب میں آپ کے زیر ترتیب مجموعے میں شامل کرنا نہیں چاہتا ۔ اس کے علاوہ انھوں نے غالب کی ترک مے نوشی پر ایک فارسی قطعہ " سَبَد باغِ دو در " سے نقل کر کے چھاپا ہے ۔ ان کے بیان کے مطابق یہ قطعہ ان کی آخری نگارش ہے ۔ یہ قطعہ ۲۳ نومبر ۱۸۶۸ء کی شب کو لکھا گیا ہے ۔

۹۔ کیا آپ کی مراد مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ) سے ہے ۔ ان کے حالات میرے ایک کرم فرما عبدالشاہد خاں شروانی نے ایک کتاب (۴۵) میں لکھے ہیں اور ان کے عربی قصیدے کا جو انھوں نے جزیرہ انڈمان میں تحریر فرمایا تھا ، اردو ترجمہ کیا

ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس ترجمے پر مولانا ابوالکلام نے نظرثانی کی ہے۔

۱۰۔ رسالۂ عبدالکریم شائع ہوجاتا تو اچھا تھا۔ پتا نہیں وہ (۴۶) کب شائع کریں اور شائع کریں بھی یا نہیں۔ لیکن آپ نے تو انھیں لکھ دیا۔ اب کیا ہو!

۱۱۔ میں دورانِ قیامِ حبیب گنج زیادہ تر توجہ صرف دو کتابوں پر مرکوز کرسکا۔ وقائع عبدالقادر خانی اور سیّد صاحب عالم مارہروی (معاصرِ غالب) کا روزنامچہ دیکھتا رہا۔ لیکن کتب خانے کی فہرستیں عربی و فارسی و اردو مخطوطات و مطبوعات کی کئی بار پڑھیں، مختلف کتابیں منگوا کر دیکھیں بھی۔ بعض اہم مخطوطات کے نمبر اور ضروری معلومات اپنی نوٹ بک میں درج بھی کرلیے۔ مجھے ۹۹ فیصدی یقین ہے کہ دیوانِ فغاں عظیم آبادی وہاں موجود نہیں۔ آپ کو کسی نے غلط اطلاع دے دی ہے۔ ہاں کلّیاتِ طالب علی خاں عیشی موجود ہے، مصحفی کے دیوانِ چہارم کا ایک نسخہ بھی وہاں موجود ہے۔ تحفۂ سامی اور تذکرۂ مخزن الغرائب بھی وہاں دیکھنے میں آیا۔ اردو شعرا میں ولی، سودا، بیدار، خواجہ میر درد، جرأت، ہوس، میر حسن، الٰہی بخش معروف اور احسن اللہ بیان دہلوی کے دواوین بھی وہاں موجود ہیں۔

۱۲۔ صاحبِ عالم مارہروی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک بیاض میں عبدالنبی خاں وکیلِ شاہِ ایران در کلکتہ کے شعر بھی ملے ہیں، یہ کون ہیں؟ ایک دوسری بیاض میں غالب کے نام تین شعر دستیاب ہوئے ہیں، یہ مطبوعہ تو نہیں (۴۷)۔

دل دیوانۂ دارم کہ خاموش ست تقریرش — برنگِ زلفِ خوباں بر صدا افتادہ زنجیرش

گزر از کوچہ ہای تنگ کے صاحب دماغاں را — نمی آید بروں از خادۂ نقاش تصویرش

روزِ محشر غبارِ تربتِ ما — دامنِ بوتراب می خواہد

۱۳۔ صاحبِ عالم کا روزنامچہ فارسی میں ہے۔ بعض مقامات پر مومن و ذوق اور بعض دوسرے غیر معروف شاعروں کی غزلیں مل جاتی ہیں لیکن تحریر اس قدر بد خط اور شکستہ ہے کہ اگر غالب جیسے نفیس مزاج شخص کو ان کے خطوط پڑھنے میں زحمت ہوتی تھی تو یہ غلط نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ روزنامچے کی چار سطریں صحیح پڑھنی مشکل ہوجاتی ہیں۔ حبیب گنج میں جو روزنامچہ ہے وہ ۲۱ مارچ ۱۸۵۳ء، ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ سے شروع ہو کر ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۳ء، ۲۷ ذوالحجہ ۱۲۶۹ھ پر ختم ہوتا ہے۔

اس روزنامچے کی ایک جلد یہاں لٹن لائبریری میں بھی ہے۔ اسے میں نے ڈھونڈھ نکالا ہے۔ پوری لائبریری کو یہ پتا نہیں کہ یہ کیا چیز ہے۔ یہ ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۴ء کا روزنامچہ ہے۔ میں نے سرسری طور پر کوشش کی کہ اس روزنامچے میں غالب کے سلسلے میں کچھ معلومات مل سکیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ہاں ایک دو غزلیں ملی ہیں لیکن یہ مُتداول ہیں؛ دیوان سے مقابلہ کر کے دیکھوں گا کہ قراءتوں میں کہیں اختلاف تو نہیں۔ سُنا ہے اس کی کچھ جلدیں مارہرہ میں محفوظ ہیں۔ اس روزنامچے پر کام کرنا بے حد مفید ہوگا۔ اس کا اگر گہرا مطالعہ کیا جائے تو اس عہد کے ادبی و معاشرتی حالات پر روشنی پڑ سکتی ہے۔

۱۴۔ " وقائع عبدالقادر خانی " کا مطالعہ میں نے خاصی توجہ سے کیا ہے۔ افسوس کہ ساڑھے تین سو صفحات پڑھنے کے بعد بھی غالب سے متعلق کوئی اطلاع نہ مل سکی، دو مقامات پر اسد اللہ خاں مرحوم کا ذکر ہے، یہ اسد اللہ مرزا غالب نہیں، ایک دوسرے بزرگ ہیں۔ جن کا ذکر اس عہد کے تذکروں میں ملتا ہے۔

۱۵۔ غالب اور مؤلف کی کلکتہ میں ملاقات مستبعد ہے۔ گو بعض اصحاب اس کے قائل ہیں اور آپ نے بھی اپنے خطوط میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں (۴۸)۔ عبدالقادر خاں، غالب کے کلکتہ جانے سے بہت پہلے بنگال گئے تھے۔ غالب ۴ شعبان ۱۲۴۳ھ (۱۲ فروری ۱۸۲۸ء) کو کلکتہ پہنچے ہیں اور ۴ جمادی الاول ۱۲۴۵ھ کو واپس آئے ہیں جب کہ عبدالقادر ۱۲۲۵ھ کے لگ بھگ بنگال پہنچے اور ۱۲۳۰ھ کو واپس آئے۔ اس لیے وہاں ان دونوں کی ملاقات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب یہ کہ عبدالقادر خاں دوبارہ کلکتہ گئے ہوں تو نہ وقائع میں اس کا ذکر ملتا ہے اور نہ کسی اور ذریعے سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

انھوں نے مالدہ اور ڈھاکا کا بھی سفر کیا تھا۔ انھوں نے وہاں کے کوائف لکھے ہیں۔ وہ واپسی میں ۱۲۲۹ھ میں کشتی سے عظیم آباد پہنچے تھے۔ انھوں نے وہاں ایک دن قیام کیا وہاں کے ایک درویش شاہ حمزہ کا انھوں نے ذکر کیا ہے جنھیں وہ ڈھاکا میں بھی دیکھ چکے تھے۔ لکھا ہے کہ وہ بھنگ کے عادی تھے جس کی خشکی نے ان کا دماغ تباہ کر رکھا تھا۔ وہ " کلماتِ پریشان " بولتے رہتے تھے، نادان لوگ ان کلمات کو رموز و معارف سمجھتے تھے۔ انھوں نے ایک اور بزرگ تکیہ شاہ سے بھی ملاقات کی تھی اور کچھ حالات ان کے بھی وقائع میں درج کیے ہیں۔ وہاں سے وہ بنارس پہنچے جہاں انھوں نے بیس دن قیام کیا۔ وہاں سے نوّاب سعادت علی خاں

کے زمانے میں لکھنؤ وارد ہوئے وہاں کے میر عبد العلی، حکیم مرزا علی اور امیر خاں کا انھوں نے ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے کہ اردو کے مشہور شاعر میر انشاء اللہ خاں انشا دہلوی ان سے ملنے ان کے مستقر پر پہنچے۔ انشا کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ اگرچہ وہ شعر و شاعری میں شہرت رکھتے ہیں لیکن بندے کے خیال میں انھیں "فنِ ہم نشینی" میں پوری دسترس حاصل ہے۔ وقائع میں میر جعفر کے یہاں کے ایک مشاعرے کا ذکر ملتا ہے جہاں قتیل، مصحفی، نصیر دہلوی، اور ناسخ موجود تھے۔ وہ ایک دن مصحفی سے ملنے ان کے گھر گئے، دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کو درس دے رہے ہیں، تلامذہ کے اشعار پر اصلاح کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ ایک عجیب و غریب اطلاع مصحفی کے وطن کے بارے میں انھوں نے دی ہے جس کا مجھے علم نہ تھا۔ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ مصحفی کا وطن اکبر پور ہے۔ مصحفی نے خود عبدالقادر خاں سے بیان کیا کہ ان کا مولد بلم گڑھ متصل شاہجہاں آباد ہے۔ دلی کے کچھ شعراء کا ذکر ملتا ہے، قتیل کے سلسلے میں کوئی خاص اطلاع نہیں ملی۔ نہ لکھنؤ کے شعراء کے بارے میں انھوں نے کچھ لکھا اور نہ وہاں کے مشاعرے کے حالات انھوں نے درج کیے ہیں۔ اس عہد کی معاشرت و سیاست پر لکھنا بھی انھوں نے ضروری نہیں سمجھا۔ ممکن ہے کچھ کوائف استطراداً کہیں آگئے ہوں۔

عبدالقادر خاں غمگین کے سلسلے میں کچھ اور معلومات حاصل ہوجائیں تو میں ان شاء اللہ ان کے بارے میں ایک مضمون لکھوں گا۔ مجھے ان کے بہت سے فارسی و اردو اشعار ملے ہیں جو میں نے نقل کرلیے ہیں، پٹنہ آؤں گا تو آپ کو دکھاؤں گا۔

۱۶۔ یہاں دیوان ذکی دہلوی (۴۹) کا ایک نسخہ ہے لیکن وہ ناقص الآخر ہے، اس لیے غالب کی تقریظ نہیں ملی۔ لٹن لائبریری میں اور کوئی نسخہ نہیں۔ بحر (۵۰) کا دیوان بھی موجود نہیں۔ علی گڑھ میں سر شاہ سلیمان کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابوں کا خاصا ذخیرہ موجود ہے لیکن ان میں کسی کتاب کا ڈھونڈنا آسان نہیں، اس لیے کہ ابھی باضابطہ ان کی فہرست سازی نہیں ہوئی ہے۔ پھر بھی تلاش سے کلیات ذکی (۵۱) کا ایک نسخہ ملا۔ یہ مہدی علی خاں ذکی کا کلیات ہے، نول کشور نے شائع کیا ہے، صفحات ۴۵۲۔ آخر میں مولوی زین العابدین خاں صاحب کی تقریظ ہے، اس میں غالب کی کوئی تقریظ نہیں۔

۱۷۔ آپ نے بحر (۵۲) کے شعر کے بارے میں استفسار کیا ہے۔ مطلوبہ غزل دیوانِ بحر ص ۳۵۴ کے حاشیے پر درج ہے، یہ غزل کا چھٹا شعر ہے:

کسی کا ہم نے یہ عالم نہیں دیکھا نکھرنے میں　　نہاتا ہے وہ گل کوٹھریں کپڑے جو دھوتی ہے

۱۸۔ علی گڑھ میگزین کے "غالب نمبر" کے لیے تلامذۂ غالب پر اب تک کوئی مضمون نہیں آیا۔ میں سیّاح یا علی مردان خاں رعنا پر لکھنا چاہتا ہوں۔ "سیرِ سیّاح" (۵۳) مل گئی ہے لیکن اس میں کچھ زیادہ معلومات نہیں ملتے۔ رعنا کا ذکر کہاں کہاں ملے گا؟ دیوان کا میں نے بالاستیعاب مطالعہ کرلیا ہے۔ صفیر بلگرامی پر بھی لکھ سکتا ہوں لیکن اس میں ایسی باتیں بھی آجائیں گی جن سے معتقدینِ صفیر خوش نہیں ہوں گے اور جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ نہ شروع ہوجائے۔ اس سے بچنا چاہتا ہوں۔

کچھ مضامین چاہتا ہوں کہ معاصرین پر بھی ہوں۔ میں چیف عبدالقادر خاں یا آغا احمد علی پر مضمون لکھ سکتا ہوں اگر آپ حالات کے لیے اہم مصادر کی نشاندہی کریں تو خوب ہو۔ ان کی تصانیف پر میرے پاس معلومات ہیں۔ اوّل الذّکر زیادہ اہم ہیں ان پر اب تک کسی نے نہیں لکھا ہے۔

۱۹۔ مولانا حبیب الرّحمٰن خاں شروانی کچھ غالب پر لکھنے کو تیّار ہوگئے ہیں۔ مجھ سے موضوع پوچھتے ہیں۔ ان کی ضعیف العمری کا خیال رکھتے ہوئے کوئی ایسا موضوع تجویز کیجیے کہ وہ اس پر بآسانی لکھ سکیں اور مضمون بھی مفید ہو۔

اسی طرح مولانا ابوالکلام بھی ممکن ہے کچھ لکھ دیں۔ عبدالشّاہد خاں شروانی ان کے معتقدوں بلکہ پرستاروں میں ہیں، ان کے ذریعے کوشش کر رہا ہوں۔ ممکن ہے وہ بُرہانِ قاطع کے ہنگاموں کے سلسلے میں کوئی مختصر سی تحریر لکھ دیں۔ اس موضوع سے ان کی دلچسپی ہے۔ وہ یہاں ۲۰ اپریل کو تقسیم اسناد کے جلسے میں شرکت کے لیے آ رہے ہیں۔ وہ صدر یار جنگ کے ساتھ "حبیب منزل" میں قیام کریں گے، شاہد صاحب ان سے ملاقات کرانے کا وعدہ کرتے ہیں۔

۲۰۔ آپ کو لکھ چکا ہوں کہ غالب کے نوادر کی تلاش جاری ہے۔ ڈاکٹر عبدالسّتار صدّیقی سے کچھ چیزیں مل جائیں گی۔ آپ کے علم میں غالب کے کچھ غیر مطبوعہ خطوط یا ان کی غیر شائع شدہ تحریریں ہوں جن کے عکس شائع کیے جاسکیں تو ضرور اطلاع دیجیے۔ حبیب گنج کے کتب خانے میں ان کے قلم کا جو فارسی خط ہے اس کا عکس میں نے حاصل کرلیا ہے۔ اس کی کاپی ارسال خدمت ہے۔ ایک اشکال ہے جو کوئی حل نہیں کرتا۔ اس خط میں تاریخ تحریر ۱۸۰۲ء درج ہے۔ یہ کیوں کر ممکن ہے۔ میرزا پانچ سات کی عمر میں تو ایسا خط لکھنے سے رہے۔ پھر اس خط پر مُہر ۱۲۳۱ھ کی ثبت ہے۔ ظاہر ہے خط اس

کے بعد کا ہے۔ نواب صدر یار جنگ سے گفتگو ہوئی۔ انھوں نے فرمایا خط ممکن ہے ۱۸۴۰ء کا ہو۔ مُہر بنانے والے نے صفر کا نشان غلط جگہ لگا دیا ہو۔ ادب مانع تردید ہوا۔ میں نے یہ عرض نہیں کیا کہ ایسی غلط مُہر مرزا کبھی قبول نہیں کرتے، نہ بدر الدّین جیسے دہلی کے مشہور مُہر کَن ایسی فاش غلطی کرتے۔ یہ تو معلوم ہے کہ مرزا اپنی اور دوسروں کی مُہریں انھی سے کندہ کراتے تھے۔ پھر ایک قانونی دستاویز جس پر غلط تاریخ پڑی ہو کوئی کاروباری کس طرح قبول کرسکتا ہے۔ میں نے ایک ملاقات میں آپ سے کہا تھا کہ صدر یار جنگ کے پاس یہ دستاویز، جو اپنی والدہ کی طرف سے غالب نے لکھی ہے، عبدالوحید خاں صاحب سے ملی ہے جو خداداد خاں اور ولی داد خاں کے عزیزوں میں ہیں۔ یہ حضرات آگرے میں غالب کے پڑوسی تھے اور مہاجنی کا کاروبار کرتے تھے۔ ملحوظ رہے کہ یہ تحریر غالب کے خاندان سے نہیں اُس خاندان سے ملی ہے جو روپے قرض دینے کا کاروبار کرتے تھے۔ ان لوگوں نے ناقص دستاویز کس طرح قبول کی۔ غالب کا یہ خط اُس دور کا ہے جب ان کی والدہ عزّت النّساء بیگم زندہ تھیں اس وقت غالب کی عمر اُنتیس بیس کی ہونی چاہیے۔ یہ خط ۱۸۱۴ء یا ۱۸۲۴ء کا ہونا چاہیے۔ آپ براہِ کرم اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ میرے خیال میں ۱۸۲۴ء زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ مالک رام صاحب ۱۸۴۰ء کے مؤیّد ہیں (۵۴)۔ مجھے اس سے اِتّفاق نہیں ہے۔

۲۰۔ پرسوں ڈاکٹر صدّیقی یہاں تشریف لائے ہیں۔ کل شام کو میں نے اپنے کمرے پر انھیں چائے پر مدعو کیا تھا۔ چند اور اصحاب کو بھی بلالیا تھا۔ تین چار گھنٹے صحبت رہی۔ اب ڈاکٹر صاحب بھی، مولوی عبدالحق ہوتے جا رہے ہیں۔ باتیں بھولنے لگے ہیں۔ غالب ان کا خاص موضوع ہے لیکن اس کے متعلق جتنی معلومات ان کے حافظے میں مُستحضر ہونی چاہیے نہیں ہیں۔ خود انھوں نے جو کچھ لکھا ہے بسا اوقات وہ بھی اب انھیں یاد نہیں۔ میں نے غالب کا وہ اصل خط جو ایک نواب صاحب سے حاصل کیا ہے (۵۵) اور جو غالب نے مرزا یوسف علی خاں عزیز کو لکھا ہے۔ انھیں دکھایا یہ خطوط غالب مُرتبہ مہیش پرشاد میں موجود ہے۔ اسے وہ غور سے دیکھتے رہے۔ کہنے لگے یہ غیر مطبوعہ خط آپ نے خوب حاصل کیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مطبوعہ ہے اسے مہیش پرشاد شائع کرچکے ہیں اور آپ نے اپنے نام سے اس خط پر حاشیہ بھی لکھا ہے۔ وہ مسکرا کر چپ ہوگئے۔ اس طرح کی کچھ اور باتیں بھی وہ کرتے رہے۔ اور لطف کی

بات یہ کہ ایک گھنٹہ پہلے علی گڑھ میں اپنی طالب علمی اور ۱۹۰۰ء میں اپنے جرمنی کے قیام کے دوران کی بعض باتیں اس جزوی تفصیل اور وضاحت سے بیان کر رہے تھے جیسے وہ کل کی بات ہو۔ حافظے کی یہ بوالعجبی مجھے عجیب سی لگی۔

۲۶۔ فارسی خط موجودہ حبیب گنج کے سلسلے میں دلچسپ بات انھوں نے یہ کہی کہ میرے پاس اس کا عکس مو[illegible] ہے۔ میں نے اس پر بہت غور کیا ہے اور یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ غالب کی تحریر نہیں بلکہ غالب کی تحریر کی مشق جس [illegible] نے آگرے میں کرائی تھی اس کی تحریر ہے۔ میں نے کہا یہ تحریر غالب کی دوسری قدیم تحریروں سے مشابہ ہے۔ فرمایا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شاگرد، استاد کی بہت کامیاب نقل کرلیتا ہے اور دونوں کے خط میں اتنی مشابہت ہو جاتی ہے کہ تمیز مشکل ہوجاتی ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے قدرے تفصیل سے بغدادی خطاط ابن البوّاب اور ہندوستانی خوش نویس میر پنجہ کش کا ذکر کیا۔ اوّل الذکر کے بارے میں انھوں نے بتایا کہ اس نے خلیفۂ عباسی کی فرمائش پر اپنے عہد کے استاد وقت کے لکھے ہوئے ایک مصحفِ پاک کے ضائع شدہ اوراق کی اس خوبی سے کتابت کی کہ اصل و نقل میں تمیز کرنا مشکل ہوگیا۔ میر پنجہ کش (سیّد امیر رضوی) کا کمال انھوں نے یہ بتایا کہ انھوں نے اپنے استاد آقائے عبدالرشید کی ایسی کامیاب اتباع کی کہ نقادانِ فن بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے تھے کہ میر پنجہ کش کی وصلی کون سی ہے اور عبدالرّشید کی لکھی ہوئی تحریر کون سی ہے۔

ڈاکٹر صاحب آج کل دیوان احسن اللہ بیان دہلوی کی تصحیح و ترتیب میں لگے ہوئے ہیں (۵۶)۔

۳۰۔ غالب کے دیوان فارسی کے دو قدیم نسخے جو خدا بخش لائبریری میں ہیں ان میں سے ایک کے حاشیے پر غالب کی مختصر اردو تحریریں ہیں۔ ان کے عکس غالب نمبر میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ پروفیسر سیّد حسن عسکری صاحب سے درخواست کی ہے کہ ان کے فوٹو بنوا دیں۔ بادی فوٹو گرافر سے ان کے تعلقات ہیں۔ وہ اچھا عکس ان تحریروں کا تیار کر سکیں گے۔

۳۲۔ اس ہفتے "چمن بے نظیر" نامی ایک قدیم مجموعے پر نظر پڑی۔ اس میں غالب کی ایک غیر معروف غزل درج ہے۔ کیا یہ آپ کے خیال میں غالب کی ہے۔ ان کی غزل سے پہلے اور بعد کو میر کی اک اک غزل چھپی ہے۔ غالب کے نام کی غزل کا مطلع یہ ہے:

کب رہا ہے اب ہمیں حور و بشر کا امتیاز　　دیکھ کر جاتا رہا تجھ کو نظر کا امتیاز

۲۶۔ ایک مجموعے میں فارسی کے چند اشعار نظر آئے جو بخطِ مُصنّف ہیں ۔ مطلع فرمائیں کہ یہ اشعار کس کے ہیں :

بفضلِ خالقِ نور و ظلام و لیل و نہار　　جبینِ بختِ تو گردید مطلعِ انوار

نہالِ عیش و طرب گشت و بار آورد　　گلِ مراد شگفت ... برخوردار

بسالِ رَمضان رُو نمود و ماہ و مے　　ہلالِ عید سزد مہر قدر او گہوار

خرد بسالِ ولادت بگفت ایں فرزند　　بگوش ہوش دل ... شمار

۲۔ عبدالقادر بیدل کی محیطِ اعظم کے ایک قلمی نسخے کے آخر میں دو تین غزلیں "لمحررہ" کر کے لکھی ہوئی ملی ہیں ، یہ بیدل کی تو نہیں :

شدی چوں مہرِ تاباں آسمانِ من زمینِ خود　　اگر گل صبح دم دو سجدہ بگز ید جبینِ خود

مقطع میں تخلّص ایسا معلوم ہوتا ہے کہ " بیرنگ " لکھا ہوا ہے ۔ " یکرنگ " تو ایک شاعر گزرے ہیں ، کیا " بیرنگ " بھی کوئی شاعر گزرے ہیں۔ یہ لفظ " نیرنگ " بھی پڑھا جاسکتا ہے ۔ محیطِ اعظم کا پورا نسخہ انھی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ۔

۲۔ میں نے شیخ غلام ہمدانی مصحفی کے تذکرۂ عقدِ ثریّا کے ایک نسخے کا پتا چلایا ہے جو خیالی رام کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے مولوی عبدالحق کے شائع کردہ اڈیشن کے کچھ اغلاط کی تصحیح ہوسکے گی۔ اگر اسے دوبارہ طبع کرانے کی نوبت آئی تو مولوی صاحب نے اپنے اڈیشن میں شعراء کے جو فارسی اشعار حذف کر دیے ہیں ، شائع کرانے میں اس نسخے سے مدد مل سکتی ہے ۔

۲۔ یہ بتائیے کہ مرزا علی رضا محزوں کون بزرگ ہیں ۔ یہ مرزا عبدالقادر بیدل (متوفی ۱۱۳۳ھ) سے متأخر معلوم ہوتے ہیں ۔ ایک بیاض میں ان کا کچھ کلام ملا ہے ۔

خط کی طوالت کی معافی چاہتا ہوں ۔ بہت سے قابلِ ذکر امور جمع ہوگئے تھے ، فرصت ملی تو رات لکھنے بیٹھ گیا اور آج تمام کرلیا ۔ ہر چند کچھ گفتنی اُمور ناگفتہ رہ گئے لیکن اس وقت اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں ۔ میگزین سے متعلق اُمور کا جواب جلد دیجیے گا ۔

والسّلام

مختار الدّین

مکتوباتِ قاضی عبدالودود بنام ڈاکٹر عبدالستّار صدیقی (الہ آباد)

(۱)

بھنور پوکھر، پٹنہ۔۴
۱۸/ اگست ۱۹۴۹ء

محترمی، تسلیم۔

۱۔ "ہر ہمہ" کی جو سند آپ نے دی ہے وہ بہارِ عجم میں موجود ہے، اور میری نظر میں تھی، میں چاہتا ہوں کہ اس کی کوئی اور سند ملے۔ (۵۷) ہر زمزمہ راہنجار و ہر ہمہ را رفتار، میں "ہر ہمہ" صحیح بھی ہو، تو بے محل سا ہے۔ مقتضائے مقام ہے کہ "ہر" کے بعد "زمزمہ" کی قسم کا کوئی لفظ ہو۔ "سخن پیوندی" کے معنی وہی ہیں جو آپ فرماتے ہیں۔

۲۔ "درین روزگار کہ ہر زمزمہ راہنجار و ہر ہمہ را رفتار و ہر کجا سپاہی بود از سپہدار سخن پیوندی بگذار و بگوی کہ خود روز و روزگار برگشت۔" میری رائے میں ہر کجا سپاہی بود از سپہدار کے بعد بیزار یا اسی قبیل کا کوئی اور لفظ ہونا چاہیے، ورنہ بات نہیں بنتی۔ آپ اس پر غور فرمائیں اور اپنی رائے سے مطلع کریں۔

۳۔ "زمزم" جو شاہ نامہ میں آیا ہے (۵۸)، آپ کے نزدیک فارسی ہے یا عربی؟

۴۔ مہیش پرشاد صاحب کو اس کا علم ہے کہ پنج آہنگ کی دو اشاعتیں ہیں، حیرت ہے کہ انھوں نے اشاعتِ ثانی کو اشاعتِ اوّل بتایا۔ اشاعتِ اوّل کا ایک جگہ پتا ملا ہے، ابھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سے استفادہ ممکن بھی ہے یا نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد اس کا حال کھلے گا۔ پنج گلبن (۵۹) کا پتا ملے تو مجھے بھی مطلع فرمایئے گا۔

۵۔ آرزو صاحب علی گڑھ کی ایک اطلاع کے بہ موجب امتحان میں اوّل رہے (۶۰) وہ کل علی گڑھ جا رہے ہیں۔ غالب نمبر غالباً پہلی ستمبر کو شایع ہوجائے گا (۶۱)۔ آثارِ غالب (آثر غالب) (۶۲) کے کچھ اجزاء بہت غلط اور خراب چھپے ہیں۔ اس کی صحت میں کہ غلط نامہ میری نگرانی میں نہیں چھپ سکتا، میں نے فضول دردِ سر مول نہ لیا، اور کتاب غلط نامے کے بغیر شائع ہوگئی۔ اگر طبعِ ثانی کی نوبت آئی تو اپنی نگرانی میں چھپواؤں گا۔

۶۔ آرزو صاحب کو کلکتے میں کہیں اردو ٹائپ نہیں ملا، اور بپٹسٹ مشن پریس سے

تحقیقات کا کوئی ذریعہ ان کے پاس نہ تھا (۶۳)۔ ایک دوست نے کراچی سے رسالۂ قندیل کا ایک شمارہ بھیجا ہے ۔ اس کے کچھ اوراق ٹائپ میں ہیں ۔ میں نے اسے کہیں رکھ دیا ہے، اس وقت تلاش کرنے سے نہ ملا ۔ اگر کل تک مل گیا تو اس کا ایک ورق یا ایک ٹکڑا ملفوف کر دوں گا۔ غالباً لاہوری ٹائپ یہی ہے ۔

۷۔ کیا " دین " فارسی الاصل ہے۔ اوستا میں تو ایک لفظ جو صورت و معنی میں اس سے بہت قریب ہے ملتا ہے ۔

۸۔ قاضی عبدالغفار صاحب کا خط آیا ہے کہ یہ مشورہ دیجیے کہ انجمنِ ترقّیِ اردو کس طرح چلائی جائے ۔ اس کے متعلّق انھوں نے ایک مفصّل مراسلہ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے ۔ میں نے جواباً لکھا ہے کہ مراسلہ دیکھ لینے کے بعد اپنی رائے دوں گا۔

۹۔ (۶۴) آپ سے میں نے دریافت کیا تھا کہ اورینٹل کالج لاہور میں آپ کے کوئی دوست ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب نہ ملا۔ ایک کتاب کی نقل چاہیے (۶۵) ۔ اُجرت پیشگی ادا کر دی جائے گی ۔

نیاز مند

عبدالودود

(۲)

۱۵/ اکتوبر ۴۹ء

بھنور پوکھر، پٹنہ ۔۴

محترمی، تسلیم

آثارِ غالب ایک بہت ہی حقیر تحفہ ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے (۶۶)۔ مجھے اچھی طرح اس کا احساس ہے کہ اس کی ترتیب و تصحیح کماحقّہٗ نہ ہوسکی اور اس کا آخری حصّہ تو ایسا برا چھپا ہے کہ دیکھنے سے تکلیف ہوتی ہے ۔ آپ کا لطف و کرم ان باتوں کو نظر انداز نہ کرتا تو کیا کرتا ۔

ٹرنر (۶۷) کے شاہنامے کی ج ا ملی ، بہت بہت شکریہ ۔ کام ختم ہوگیا ہے ۔ کل واپس کردوں گا ۔ لنڈن (۶۸) کا شاہنامہ آپ کے پاس ہے تو بڑی نادر چیز ہے ۔ ایران میں نیا نسخہ (۶۹) جو چھپا ہے آپ کی نظر سے گزرا ہے ؟

الکزنڈر ہیڈلی۔ آزاد کا دیوان بہت دن ہوئے میں نے دیکھا تھا (۶۰)۔ لیکن نہ میرے پاس اس کا کوئی نسخہ ہے، اور نہ پٹنہ میں کہیں اور اس کا پتا مل سکا۔ جن اشخاص کا نام آپ کے خط میں ہے، ان سے میں واقف نہیں۔ یاد آتا ہے کہ ان کی ماں مسلمان تھی۔ اس لیے جن صاحب کو ماموں لکھا ہے وہ واقعی آزاد کے ماموں ہوں تو عجب نہیں۔ عبدالماجد دریا بادی صاحب نے ایک مقالہ آزاد پر لکھا تھا، عجب نہیں ان کے پاس دیوان ہو۔ بنارس میں بھی ہوگا۔ مہیش پرشاد سے دریافت فرمائیں۔

جمال الدین انجو کے متعلق صبحِ صادق (عہدِ شاہجہاں کی تصنیف) میں یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ دکن میں پیدا ہوئے تھے۔ ابھی تک میں نے عہدِ اکبری کی تصانیف میں ان کے حالات نہیں ڈھونڈے۔ یقین ہے کہ ان کی جاے ولادت کی تحقیق زیادہ دشوار نہ ہوگی۔ آثرِ غالب کے حواشی میں میں نے غالب کے مستعمل لفظ، چندم، کی نسبت لکھا (۶۱) ہے کہ غالب کی تحریر کے علاوہ میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ ابھی حال میں عبید زاکانی کی نثر میں اس کی سند ملی ہے۔

میں فرہنگِ انجمن آراے ناصری کو بالاستیعاب دیکھ رہا ہوں، میری قطعی راے ہے کہ حالی نے ہدایت کے نقطۂ نظر کی صحیح ترجمانی نہیں کی۔ ان معاملات میں جو غالب اور بُرہان میں مابہ النزاع ہیں، وہ کم و بیش ۹۵ فی صدی بُرہان کا ہمنوا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس نے خود بُرہان پر اعتراض کیے ہیں۔ میرا ارادہ اس کے متعلق ایک مستقل مضمون لکھنے کا ہے۔ مہر صاحب نے اپنے ایک مضمون میں جو غالب نمبر میں چھپ رہا ہے (۶۲)، ہدایت کے اقوال کو اس طرح پیش کیا ہے کہ گویا وہ غالب کے اعتراض کی تصدیق کرتا ہے، حالانکہ اسے خبر بھی نہ تھی کہ غالب نے بُرہان کے بارے میں کیا کیا تحریر کیا ہے۔ خود ہدایت کا مایۂ تحقیق کچھ بلند نہیں، ایک جگہ اس نے کنایتہً ترکی جاننے کا دعوا کیا ہے، لیکن اس کی ترکی (یہاں ترکی اور مغلی زبان کے فرق سے بحث نہیں) جاننے کا یہ عالم کہ لفظ "تومان" کے متعلق بھی وہ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ کس زبان کا لفظ ہے۔

بُرہانِ جامع کا مؤلف (۶۳) تو اور بھی بدتر ہے۔ کتاب بھر میں شاید ہی کوئی بات اپنی طرف سے لکھی ہو۔ ہاں، یہ تو لکھنا بھول ہی گیا کہ ہدایت نے فرہنگِ دساتیر کے کُل یا تقریباً کُل لغات اپنی فرہنگ میں شامل کرلیے ہیں، اور بعض دساتیری الفاظ مثلاً "فرجود" کو اپنی نظم میں بھی استعمال کیا ہے۔ "فرتاب" بہ معنی وحی و کشف دساتیری لغت کی حیثیت سے اس میں موجود ہے، مگر اس کے معنی معجزہ یا کرامت درج نہیں۔

لفظ "بے پیر" اب بھی ایران میں مستعمل ہے۔ وحید مدیر ارمغان (تہران) کی ایک نظم میں، میں نے دیکھا ہے۔ ہندوستانیوں میں مفتی عبّاس نے بھی (جن سے غالب نے قاطع بُرہان کی داد خاص طور پر چاہی تھی) اپنی مثنوی میں صہبائی کے رد میں اسے برتا ہے۔ اردو میں سودا، میر، مصحفی، جرأت، ظفر (۷۴)، معروف، ناسخ اور متعدّد تلامذۂ ناسخ کے یہاں موجود ہے۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ غالب اردو اور فارسی دونوں میں اس کے استعمال کے روا دار نہ تھے۔

مُسلم سلمہٗ (۷۵) کو میرا سلام کہہ دیجیے گا۔ ان کی صحت تو یقین ہے کہ ہر طرح قابل اطمینان ہوگی۔

نیاز مند

عبدالودود

عبّاسی صاحب کا (۷۶) خط گم ہوگیا تھا اور ان کا پتا یاد نہ تھا۔ آپ سے ان کا پتا پوچھنے والا ہی تھا کہ آپ کا خط آ گیا اور اس سے ان کا پتا معلوم ہوا۔ میں نے انھیں خط لکھ دیا ہے اور تاخیر کی معذرت کی ہے۔

آزاد (۷۷) کا حال خمخانۂ جاوید جلد ا میں بھی ہے، اگر یہ کتاب آپ کے پاس نہ ہو اور ضرورت ہو تو نقل کرا کے بھیج دوں۔

ایک بات مجھے حال میں معلوم ہوئی وہ یہ کہ طلسمِ راز جس کی تقریظ پنج آہنگ (۷۸) میں ہے، جن میر مہدی کی نسبت ہے وہ میر مہدی مجروح ہیں (۷۹)، اور ظاہراً بیسویں صدی کے اوائل میں انھوں نے اس پر نظر ثانی کی تھی۔ یہ سب باتیں ایک قطعۂ تاریخ سے معلوم ہوئی ہیں (۸۰)۔ مہیش پرشاد صاحب نے ایک بار مجھے لکھا تھا کہ مجروح کی ایک قلمی کتاب ہاتھ آئی، تفاصیل سے میں آئندہ مطلع کروں گا، لیکن ان کا وعدہ اب تک وفا نہیں ہوا۔ آپ کو انھوں نے یہ کتاب دکھائی ہے؟ (۸۱)۔

(۳)

بھنور پوکھر، پٹنہ۔۴

۱۴/ دسمبر ۱۹۴۷ء

محترمی، تسلیم

آپ کا کارڈ دو روز قبل ملا۔ ایک نوٹ ملفوف ہے، اس سے پتا چل جائے گا کہ

خطوطِ غالب (۸۲) کس ورق تک میرے پاس ہے۔ اس نوٹ میں زیادہ تر خطوط کے زمانۂ تحریر سے بحث کی گئی ہے۔ مہیش پرشاد صاحب نے اگر قیاسی تعیینِ زمانہ کی وجوہ بتائی ہوتیں تو ان پر غور کیا جاتا۔ انھوں نے اس کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔ اب یا تو ان کے فیصلے کو بے چون و چرا تسلیم کیجیے یا غالب کے تمام فارسی اردو خطوں اور بعض صورتوں میں ان کی کتابوں کو بھی دیکھیے تب جا کر کہیں ان کے قول کی صحّت یا عدم صحّت کے متعلق راے قائم ہوسکے گی۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اگر انھیں اس سے اختلاف ہو اور وہ اس کی وجہ بتائیں تو اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہوں، ممکن ہے کہ جن باتوں پر ان کی نظر ہو وہ اس وقت میرے ذہن میں نہ ہوں۔

میں آپ کو خطوطِ غالب [کے] بقیہ اجزاء بھیجنے کے لیے نہیں لکھتا، اس لیے کہ میں کل کلکتہ جا رہا ہوں اور وہاں سے ۱۶ / کو، بشرطے کہ ڈاکٹر زبیر صدّیقی نے میرے لیے ہوائی جہاز میں نشست مخصوص کرالی ہو، کراچی روانہ ہو جاؤں گا۔ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ وہاں کتنے دنوں قیام ہوگا۔ دو ہفتوں سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ نہیں، لیکن بخوبی ممکن ہے کہ جس کام کے لیے جا رہا ہوں وہ اتنے دنوں میں نہ ہوسکے۔ کلکتے میں ڈاکٹر زبیر صدّیقی کے ذریعے خطوط غالب مل سکا، تو ساتھ لیتا جاؤں گا ورنہ واپسی کے بعد باقی اجزاء آپ سے منگواؤں گا (۸۳)، بلکہ کراچی ہی سے لکھ دوں گا کہ آپ پٹنہ بھیج دیں۔ اگر کراچی میں آپ کا کوئی کام ہو تو لکھیے گا، میں کراچی پہنچ کر آپ کو خط لکھوں گا۔

نیاز مند

عبدالودود

خط از راہِ احتیاط رجسٹرڈ بھیجتا ہوں۔ صاحب زادوں (۸۴) کی خیریت آپ نے ادھر مدّت سے نہیں لکھی۔ آیندہ خط میں ضرور لکھیے گا۔

اب یہ خط ۱۵ / دسمبر کو روانہ ہوگا۔ وقت رجسٹرڈ کرانے کا نہیں رہا اور کل اتوار ہے۔
ہاں آپ نے لکھا تھا کہ میں ایک مفصّل خط لکھوں گا، یہ آج تک نہیں ملا، اس کے بدلے محض چند سطروں کا ایک کارڈ ملا ہے۔ اگر آپ نے بھیجا ہے تو بعض اور خطوں کی طرح راہ میں ضائع ہوا یا اب تک راہ میں ہے۔

نوٹ

از قاضی عبدالودود

۱۲/ دسمبر ۱۹۴۷ء

۱۔ میرے پاس اردوے معلّیٰ (مبارک علی)، عُودِ ہندی (الہ آباد)، خطوط غالب تا ص ۲۴۰ موجود ہیں۔ کلّیاتِ نثرِ غالب (فارسی) آج کل میرے پاس نہیں۔ خطوطِ غالب کا تبصرہ معاصر کے تین شماروں میں چھپا ہے اور مُصنّف (علی گڑھ) (۸۵) کے شایع کردہ مضمون میں بھی بعض خطوط کے زمانۂ تحریر سے بحث کی گئی ہے۔ کوشش کی جائے گی کہ جو باتیں پہلے لکھی جا چکی ہیں دوبارہ نہ لکھی جائیں۔ لیکن اس وقت نہ معاصر سامنے ہے اور نہ مُصنّف۔ ممکن ہے بعض باتیں مکرّر ہوجائیں۔

۲۔ ہر خط کے ساتھ یہ بتانا چاہیے کہ کہاں سے لیا گیا ہے۔ دوسری جلد پر اسے نہ چھوڑا جائے۔

۳۔ ہر خط کے ساتھ ان اردو فارسی خطوں کا ذکر کیا جائے جن سے اس کا تعلق ہے۔

۴۔ بعض اغلاط اردوے معلّیٰ طبع اول میں موجود تھے۔ یہ خطوطِ غالب میں بھی ہیں لیکن حواشی میں ان کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف نہیں کرائی گئی۔ مثلاً خطوطِ غالب ص ۴۲ " اوسی ورق میں یہ مطلع نکلا:

اگر بہ گنج گہر میلم اُوفتاد، چہ باک　　　کفِ جوادِ ترا از براے آن دارم "

ظاہر ہے کہ یہ مطلع نہیں۔

۵۔ بہت سے خطوں کا زمانہ قیاساً معیّن کیا گیا ہے۔ قیاس کی وجہ بتانی ضرور ہے۔

۶۔ جنتری کی مدد سے تاریخوں کے تطابق کا جو کام کیا گیا میں نے اسے جانچا نہیں۔

۷۔ وہ خطوط جن کے زمانۂ کتابت کی تعیین بالکل ممکن نہیں آخر میں درج کیے جائیں۔ مہیش پرشاد صاحب (=م) نے ایسے بہت سے خطوط درمیان میں ڈال دیے ہیں۔ ان کے ذہن میں اس کی وجوہ ہوں گی، مگر بے بتائے ہوئے دوسروں کو ان کا علم کس طرح ہو۔

۸۔ تفتہ۔ خط ۱ میں جس قطعے کا ذکر ہے (۸۶) وہ دیوانِ تُفتہ قلمی (کلکتہ) میں موجود ہے۔ اور بے شبہہ خطاب ملنے کے بعد لکھا گیا ہے۔ سنہ کی تعیین صحیح۔ لیکن مہینے کے بارے میں قطعیّت کے ساتھ فیصلہ ٹھیک نہیں۔

خط ۲۲ میں " بیش و بیش تر " کی بحث میں اشارہ ہے جو خط ۶ (۲۲ مارچ ۵۲ء) میں ہے۔ خط ۲۲ کا سال کتابت ۲۱ اگست ۵۳ء اور ۱۳ جنوری ۵۴ء کے درمیان قرار دیا ہے۔ میری رائے میں یہ خط ۵۲ء کا ہے اور خط ۶ کے بعد لکھا گیا ہے۔

جوہر۔ خط کے زمانۂ تحریر (۸۶) کے باب میں میں نے جو کچھ لکھا تھا سیّد وزیر الحسن صاحب استاذ اینگلو عربک کالج، دہلی اس کی تائید کرتے تھے۔ ان کے پاس بقول خود جوہر کے نام کے غیر مطبوعہ خطوط ہیں، مگر میں ان نے انھیں نہیں دیکھا۔

حقیر۔ خط ۱ کا زمانۂ کتابت ۵۲ء بتایا گیا ہے، یہ شاید اس بنا پر ہے کہ اس میں تُفتہ کا کول میں ہونا (؟) لکھا ہے۔ اور (؟) ۴ جنوری ۵۲ء کے ایک خط (نمبر ۴ بنام تُفتہ) سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تُفتہ کول میں (؟) تھے ام نے اس پر غور نہ کیا کہ خط ۵ ہی سے جو ۱۹ فروری ۵۲ء کا لکھا ہوا ہے، یہ پتا چلتا ہے کہ اس بار وہاں قیام ا... ااور خط (بنام حقیر) میں یہ عبارت ہے: " تفتہ ... بہت دنوں سے علی گڑھ میں ہیں "۔ مزید کہ اس خط میں میر علی نقی خاں کی سفارش کی نشان دہی ہے اور خط ۲ میں بھی ان کا ذکر آتا ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ااسی سلسلے میں لکھا گیا ہے ا، یہ خط جو جنوری ۱۸۵۵ء کا لکھا ہوا ہے، میری رائے میں خط اس کے کچھ قبل کا ہے۔ خط ۲۴ (بنام تُفتہ مورخہ ۲۳ فروری ۵۴ء) سے یہ پتا چلتا ہے کہ تاریخِ مذکورہ کے لگ بھگ تُفتہ نے غالب کو ایک خط علی گڑھ سے لکھا تھا۔ م اگر یہ ثابت کر دیں کہ اواخر ۵۴ء میں تُفتہ کول میں نہ تھے، تو میں اپنے بتائے ہوئے زمانے پر اصرار نہ کروں گا۔

خط ۵ کا سنہ کتابت صحیح، مگر مجھے یہ ماننے میں تأمّل ہے کہ ستمبر کا لکھا ہوا ہے۔ یہ خط اس زمانے کا ہے جب کلّیات فارسی کا چھاپا ختم ہوچکا تھا، مگر غالب رُپے نہ ہونے کی وجہ سے اس کی جلدیں منگوا نہ سکے تھے۔ اردوے معلّیٰ ص ۳۱۵ پر علائی کے نام ایک خط ہے جو ۲۰ ستمبر ۱۸۶۳ء کا لکھا ہوا ہے (۸۸)، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تک کلّیات، غالب تک پہنچ چکا تھا۔ خط ۵ کا زمانۂ تحریر ستمبر نہیں، ہوسکتا ہے اس کے قبل کا ہے۔

عزیز۔ خط ۱ کا سالِ تحریر ۱۸۵۶ء (۸۹) کس طرح مقرّر کیا جائے میری سمجھ میں بالکل نہ آیا۔ خط ۲ کو خط ۳ سے قبل کیوں اور کس اصول کے مطابق جگہ دی گئی ہے میں نہ سمجھ سکا۔

میکش۔ خط ۱ سے یہ تو ظاہر ہے کہ فتحِ دہلی سے پہلے کا ہے، لیکن سن کی تخصیص کس طرح ہوئی؟

خط ۲ کے آخری الفاظ میں " تازہ شے بہتر، بارہ سے بہتر " سے غالب کی کیا مراد ہے؟

یہ کوئی مثل تو نہیں ؟ اس صورت میں " تازہ شے بہتر (۹۰) بارہ سے بہتر زیادہ قرین قیاس ہے ۔ یعنی کہ تازہ شے اگر بہتر ہو تو وہ بارہ سو بہتّر کے برابر ہے ۔ اگر یہ ہے تو پھر اس کا زمانۂ تحریر کیا ہے ؟ یہ بھی ممکن ہے کہ مثل کا انتخاب ہی اسی لیے کیا ہو کہ اس میں ۱۲۷۲ موجود ہے جو زمانۂ تحریر ہے ۔ میں کچھ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا لیکن " تازہ شے بہتر " کو صحیح سمجھنے میں مجھے تأمّل ہے ۔ یہ فیصلہ بھی نا ممکن ہے کہ خط ۱ و ۲ میں پہلے کون لکھا گیا ہے ۔

قدر ۔ خط ۴ کے بارے میں م نے یہ فیصلہ کس طرح کیا کہ قبل از ۱۸۵۷ء کا لکھا ہوا ہے ؟

غلام نجف ۔ خط ۱۵ و ۲۲ و ۲۳ کے سنِ کتابت کی تعیین کس طرح ہوئی، سمجھ میں نہ آیا ۔

۹۔ اِشاریہ ہر جلد کے ساتھ الگ الگ ہو تو بہتر ہے (۹۱)۔

مکتوبات قاضی عبدالودود بنام شیخ محمد اکرام آئی ۔ سی ۔ ایس ۔ (مقیم پونا)

(۱)

کدم کنواں ۰ پٹنہ

۲۵ / ۸ / ۴۳ء

جنابِ من ۰ تسلیم

سالِ گذشتہ مہیش پرشاد صاحب (بنارس یونیورسٹی) (۹۲) اور میں نے غالب کے ایک دیوان کو جس کا ذکر غالب نامہ میں ہے بہت تلاش کیا ۰ لیکن نہ ملا ۔ کتب خانۂ مشرقیۂ پٹنہ ۔۴ میں میخانۂ آرزو (۹۳) کے علاوہ غالب کا اور کوئی دیوان نہیں ۔ مے خانۂ آرزو کا نمبر آپ نے صحیح دیا ہے ۰ لیکن دوسرے دیوان کا جو نمبر آپ نے دیا ہے وہ کسی دوسری کتاب کا نمبر ہے جسے غالب سے کوئی تعلق نہیں ۔ میں آپ کا نہایت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے یہ بتائیں گے کہ دوسرے دیوان کا نمبر کہاں ملا اور آپ کو اس کا علم کیوں کر ہوا کہ کتب خانۂ مشرقیۂ پٹنہ ۔۴ میں مے خانۂ آرزو (۹۴) کے علاوہ بھی فارسی دیوان کا ایک نسخہ ہے ۔

سابقہ معرفت کے بغیر زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں ۔

آپ نے ایک خط میں جو میرے ایک کرم فرما کے نام ہے، لکھا ہے کہ " بہت کچھ اضافے کے بعد حصۂ نثر علیحدہ شایع ہو رہا ہے " ۔ کیا غالب نامہ کے علاوہ کوئی کتاب شایع ہو رہی ہے ؟

فارسی کے ۳۴ غیر مطبوعہ خطوط ابھی حال میں ملے ہیں ۔ میرے ایک دوست انھیں مُرتّب کر رہے ہیں (۹۵) ۔ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں چھپوا دوں گا ۔

آپ کا خادم

قاضی عبدالودود

(بیرسٹرایٹ لا)

(۲)

کدم کنواں ، پٹنہ

۴۳ / ۱ / ۱۰ء

مکرّم بندہ ،

آپ کا خط ملا ، نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے جواب دینے کی زحمت اٹھائی ۔ دیوان غالب کے دوسرے نسخے کی تلاش کے وقت کتب خانے کے ملازمین سے میں نے دریافت کیا تھا کہ صلاح الدین مرحوم (۹۶) کی کتابوں میں تو نہیں ۔ اس کا جواب نفی میں ملا ۔ گمان یہ ہوا کہ کہیں کسی نے آپ کو غلط اطلاع تو نہیں دی ، اُس وقت تک مجھے یہ علم نہ تھا کہ کتاب خود آپ کی نظر سے گزر چکی ہے :

غالب کے غیر مطبوعہ فارسی خطوط ڈھاکہ میں ہیں اور مجھے ان کے دیکھنے کا اب تک اتفاق نہیں ہوا ۔ مکتوب الیہ احمد بیگ خاں تپاں اور مرزا ابوالقاسم (۹۷) ہیں جن کا ذکر آپ کی کتاب میں ہے ۔ یہ خطوط یا تو زمانۂ قیام کلکتہ میں لکھے گیے یا کلکتہ سے واپسی کے کچھ بعد ۔ خطوط ڈھاکہ سے آجائیں تو کوئی صورت اس کی نکالی جائے گی کہ طباعت سے پیشتر آپ انھیں دیکھ سکیں ۔ خطوط کب تک آئیں گے ، اس کی نسبت فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ اتنا علم ہے کہ ترتیب کا کام جاری ہے ۔

آپ کے پاس کتبِ ذیل کے قلمی یا مطبوعہ نسخے ہوں تو مطلع فرمائیں: قاطع بُرہان ، لطائف غیبی ، غالب کی فارسی مثنوی بہادر شاہ کی مفروضہ تبدیلِ مذہب کے مُتعلّق (۹۸) درفشِ کاویانی کا ایک نسخہ کچھ دنوں کے لیے ملا تھا (۹۹) ، میں نے اس کی نقل لے لی ہے اور اسے چھپوانا چاہتا ہوں ۔

میں نے سنا ہے کہ کسی شخص نے انگریزی میں سرکاری دفتر کی مدد سے غالب کی

پنشن کے مقدمے کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے (۱۰۰) ۔ کتاب کا ذکر کسی اخبار یا رسالے میں میری نظر سے نہیں گزرا ۔ اگر آپ کو کتاب کا نام اور اس کے مُصنّف اور اس کے ملنے کا پتا معلوم ہو تو بہ راہِ کرم مجھے مطلع فرمائیں ۔ میں نے غالب پر جو کتابیں شائع کی ہیں ان پر تبصرے لکھنے شروع کیے ہیں ، اور یہ کام اس وقت محض اس لیے کہ مذکورۂ بالا کتاب نظر سے نہیں گزری' بند ہوگیا ہے ۔ اس وقت تک خطوطِ غالب ، مکاتیبِ غالب ، نادر خطوطِ غالب پر تبصرے رسالۂ معاصر پٹنہ ۔۴ میں شائع ہوچکے ہیں (۱۰۱)۔

نیاز مند

عبدالودود

اگر آپ کا نام انگریزی میں غلط لکھا گیا ہو تو معاف فرمایئے گا اور بتایئے گا کہ کس طرح لکھا جائے ۔

حواشی

(۱) علی گڑھ میگزین بابت ۱۹۴۷ء ۱۹۴۸ء مرتّبہ محمود فاروقی
(۲) مُرتّبہ آقائے محمد علی استاد نظام کالج حیدرآباد۔ یہ ضخیم لغت حیدرآباد سے شائع ہوا تھا اور اربابِ علم اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہے ہیں۔ اب بہت کمیاب ہے۔ آقائے محمد علی ایرانی تھے اور ان کے پاس کچھ نفائس مخطوطات تھے۔
(۳) میرزا غالب کی تصنیف قاطعِ برہان کے رد میں جو کتابیں ان کے معاصرین نے لکھی تھیں اُن میں قاضی صاحب کے بقول سب سے زیادہ قابلِ اعتناء مؤیدِ بُرہان مُصنّفۂ آغا احمد علی شیرازی جہانگیر نگری تھے۔ غالب نے اس کا جواب تیغِ تیز کے نام سے لکھا اور آغا احمد علی کے جواب الجواب کا نام شمشیرِ تیز تر ہے۔ مؤیّد ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں مطبعِ مظہر العجائب کلکتہ میں چھپی اور شمشیرِ تیز تر مطبعِ نبوی مولوی غلام نبی میں ۱۸۶۸ء میں انطباع پذیر ہوئی۔ غالب کی تیغِ تیز۔ مطبعِ اکمل المطابع دہلی سے ۱۸۶۷ء میں شائع ہوئی۔
(۴) مؤیّد، مطبعِ مظہر العجائب کلکتہ میں ۱۲۸۲-۱۸۶۶ء میں شائع ہوئی۔
(۵) ام اے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ جانے کا ارادہ تھا لیکن یہ طے نہیں تھا کہ ڈاکٹریٹ جرمنی میں کروں گا یا فرانس میں یا انگلستان میں۔ جرمنی اور فرانس میں تعلیم کے سلسلے میں جرمن اور فرانسیسی سے واقفیت ضروری تھی۔
(۶) قاضی صاحب کا مضمون نیاز فتح پوری صاحب کو نگار میں اشاعت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ یہ، افسوس ہے کہ قاضی صاحب کے کسی مجموعۂ مضامین میں شامل نہیں۔ ایک مختصر سا ریویو معاصر (دسمبر ۱۹۴۱ء) میں شائع ہوا ہے۔
(۷) یہ مضمون ۱۲ سال کے بعد مجلّۂ علومِ اسلامیہ (دسمبر ۱۹۶۰ء) میں شائع ہوا۔
(۸) ڈاکٹر صدّیقی نہ تیغِ تیز چھپوا سکے نہ رسالۂ عبدالکریم اور نہ لطائفِ غیبی۔ آخر الذّکر کی انھوں نے بڑی تقطیع پر ایک صاف ستھری نقل تیار کرائی تھی۔ وہ انھوں نے آخرِ عمر میں مجھے بخش دی تھی۔
(۹) "زندگانی بے نظیر" از عبدالغفور نسّاخ شہباز ص ۲۰۰ سے حکیم صاحب کے خط کی عبارت نقل کر کے بھیج دی گئی۔ حکیم صاحب، شہباز کو لکھتے ہیں۔" صحیح امر تو یہ ہے کہ مرزا نے

نہ تو فارسی کلام کسی کو دکھایا اور نہ اُردو ۔ یہ جو مرزا صاحب عبدالصمد کو اپنا استاد لکھتے ہیں ۔ اس شخص کا وجود ذہن میں تھا خارج میں نہ تھا " (غالب نمبر ص ٥٥)۔

(۱۰) قتیل کا صرف ایک جگہ معمولی سا ذکر آیا ہے اور وہ بھی استطراداً ۔ مرزا جعفر کے مشاعرے میں قتیل ، مصحفی ، میر نصیر دہلوی کے موجود ہونے کا ذکر ہے اور بس ۔ غالب کا تو استطراداً بھی کہیں ذکر نہیں آیا ۔ حالانکہ معاصرینِ غالب میں دورانِ قیامِ بنگال (مولوی نعمت علی عظیم آبادی ، مولوی کرم حسین بلگرامی ، مرزا جان تپش دہلوی ، مرزا ابو القاسم دہلوی ، مرزا احمد بیگ تپاں ، رضی دہلوی ، حکیم مومن ، مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی ، امام بخش صہبائی ، میر تقی میر اور مرزا رفیع سودا کا خاصا ذکر وقائع میں ملتا ہے ۔ غالب ان کے ناپسندیدہ اصحاب میں معلوم ہوتے ہیں جن کا انھوں نے اپنی کتاب میں ذکر تک نہیں کیا ۔

(۱۱) پروفیسر محمد زبیر صدیقی ، سابق آسو توش پروفیسر آف اسلامک کلچر کلکتہ یونیورسٹی ، کیمبرج کے تعلیم یافتہ ، اور پروفیسر ایڈورڈ براؤن کے شاگرد ، قاضی صاحب کے خاص دوستوں میں تھے ۔

(۱۲) انھوں نے " دلی سوسائٹی اور مرزا غالب " پر مضمون لکھا اور علی گڑھ میگزین کے " غالب نمبر " میں شائع ہوا ۔

(۱۳) اصل عبارت یہ ہے " صرف و نحو پر ان کی کوئی مستقل جامع کتاب نہیں ، یا تھی تو وہ اب ناپید ہے " (علی گڑھ میگزین ، غالب نمبر ص ۲۵۵)

(۱۴) قاضی صاحب کے مضمون " غالب کا ایک فرضی استاد " (غالب نمبر ص ٦٥) کی کتابت اختتام پر تھی کہ یہ تحریر آئی ، مضمون میں اضافہ کرا دیا گیا ۔

(۱۵) کتاب رلٹن لائبریری میں موجود تھی ضروری عبارات و معلومات بھیج دیے گئے تھے ، سفرنگِ دساتیر یعنی شرحِ دساتیر نجف علی خاں خستہ جھجری ، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے ۔ شوال ۱۲۹۸ھ میں وفات پائی ۔

(۱٦) اوائل مارچ ۱۹۴۹ء تک اس مجموعۂ تحریرات کا نام طے نہیں ہوا تھا جو بعد کو آثارِ غالب کے نام سے شائع ہوا ۔

(۱۷) ولی داد خاں اور خداداد خاں آگرے میں مہاجنی کا کام کرتے تھے ۔ یہ لوگ ندھولی ضلع ایٹہ کے باشندے تھے بعد کو اکبر آباد محلہ پیپل منڈی میں آکر سکونت پذیر

ہوگئے تھے۔ ان کے ایک عزیز عبدالوحید خاں (برادر نسبتی نواب صدر یار جنگ) مجھے ایک خط میں لکھتے ہیں غالب مرحوم اور میرے نانا خداداد خاں صاحب مرحوم سے باہم بے حد میل جول اور یگانگت تھی ۔ دونوں کے مکان آمنے سامنے تھے ۔ صرف سڑک درمیان میں تھی ۔ کالا محل جو آگرے میں پیپل منڈی میں واقع ہے، غالب مرحوم کا مسکن تھا اور اس کے مقابل میرے پر نانا مرحوم کی حویلیاں تھیں۔ میری تعلیم کا زمانہ غالب کے اسی مکان میں گزرا۔ اس مدرسے کا نام "مفیدِ عام" تھا۔ غالب کا مکان مدرسے نے کرایے پر لے رکھا تھا۔

(۱۸) ہفت آسمان آغا احمد علی جہانگیر ... کی مشہور تصنیف ہے یہ کلکتے میں چھپ گئی ہے۔

(۱۹) آثارِ غالب (پٹنہ ۱۹۹۵ء) حاشیہ ۲ تحریر کردہ ڈاکٹر حنیف نقوی میں غالب ... کا حال دیکھا جائے ۔

(۲۰) مفتی صدر الدین آزُردہ دہلوی پر شہباز صاحب کا مضمون رسالہ مُصنّف علی گڑھ مُرتبہ سیّد الطاف علی بریلوی میں شائع ہوا تھا ۔ قاضی صاحب آزُردہ پر ایک نیا مضمون لکھوانا نہیں چاہتے تھے ۔

(۲۱) قاضی صاحب مختلف اوقات میں آثارِ غالب کے لیے مواد بھیجتے رہے ، کبھی فارسی کبھی اردو کبھی نظم کبھی نثر۔ انھوں نے مجھے پورا اختیار دے رکھا تھا کہ ان تحریروں کو مُرتّب میں کروں اور جس تحریر کو جہاں چاہوں رکھوں ۔

(۲۲) میں نے حافظ محمود خاں شیرانی کے غیر مطبوعہ خط (مورخہ ۳۱ اگست ۴۴ء) کا وہ حصہ جو غالب سے متعلق ہے غالب نمبر میں ص ۱۳۰ پر شائع کیا۔

(۲۳) وہی غالب کا فارسی خط بنام خداداد ولی داد خاں جس کا عکس غالب نمبر میں شائع ہوا۔ یہ خط ۱۸۱۴ء کا اس لیے نہیں ہوسکتا کہ اس پر مُہر ہے جو ۱۲۳۱ھ میں بنی ہے۔ ۱۲۳۱ھ مطابق ہے ۱۸۱۵-۱۸۱۶ء کے۔ ۱۸۱۴ء کے خط پر بعد کی بنی ہوئی مُہر کس طرح لگائی جاسکتی ہے۔

(۲۴) غالب کی غزل

اپنا احوالِ دل زار کہوں یا نہ کہوں ہے حیا مانعِ اظہار کہوں یا نہ کہوں

قاضی صاحب نے دیوانِ معروف مُرتّبہ مولانا شاہ عبد الحامد قادری بدایونی کو ، معیار (مارچ ۱۹۳۶ء) میں شائع کیا تھا لیکن اسے مالک رام دیوان معروف ہی سے کچھ پہلے شائع کرچکے تھے اس لیے آثارِ غالب مُرتّب کرتے وقت میں نے یہ غزل نکال دی۔ دیوان

معروف میں غالب کی اس غزل کی شمولیت کی وجہ یہ ہوئی کہ معروف نے غالب کی دو غزلوں کو ایک کی ردیف ہوتے تک اور دوسری کی، کروں یا نہ کروں، میں مخمّس کیا تھا۔

(۲۵) سلام کا پہلا شعر یہ ہے:

سلام اس کو اگر بادشا کہیں اس کو تو پھر کہیں کہ کچھ اس سے سوا کہیں اس کو

اور مرثیے کا پہلا بند اس طرح شروع ہوتا ہے: "ہاں اے نفسِ بادِ سحر شعلہ فشاں ہو" یہ دونوں چیزیں شیخ محمد اکرام نے ارمغانِ غالب میں شائع کر دی تھیں۔ اکرام کی آثارِ غالب اور ارمغانِ غالب دونوں پر تاریخ طبع درج نہیں۔ یہ ایک ساتھ شائع ہوئی تھیں۔

(۲۶) "میر صفیر بلگرامی اور میرزا غالب" (رسالۂ اردو جنوری ۳۸ء)

مرثیے کا پہلا بند اس مصرع سے شروع ہوتا ہے "ہاں اے نفسِ بادِ سحر شعلہ فشاں ہو" بعد کو یہی تین بند مجھے شیخ محمد ریاض الدّین امجد کے سفر نامے "سیرِ دہلی" میں ملے۔

یہ سفرنامہ ۱۲۷۷ھ - ۱۸۶۱ء کا ہے۔ اس میں انھوں نے غالب سے اپنی ملاقات کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ ریاض الدّین امجد، غالب سے ۱۲۷۷ھ میں ملے ہیں، میر صفیر کہتے ہیں کہ ان کی ملاقات ۱۲۸۲ھ میں ہوئی۔ بہت ممکن ہے کہ صفیر کی نظر سے یہ سفر نامہ گزرا ہو اور مرثیے کے تینوں بند انھوں نے اسی سے نقل کیے ہوں۔

میں نے ۱۹۵۲ء میں احوالِ غالب (دہلی ۱۹۸۶ء) میں ایک مفصل مضمون لکھا ہے بعنوان "سرِّ غالب در حدیثِ دیگراں" (ص ۴۳۔ ص ۹۰) جس میں غالب سے غوث علی شاہ قلندر، شیخ ریاض الدّین امجد، اور میر صفیر بلگرامی کی ملاقاتوں کا احوال لکھا ہے۔

(۲۷) مجھے یاد آتا ہے کہ مالک رام نے غالب کی یہ غزل مارچ ۱۹۳۶ء سے پہلے شایع کی تھی۔

(۲۸) ام اے (عربی) میں ایسے کی جگہ میں نے پانچویں صدی ہجری کے ایک شامی ادیب و شاعر اور صلیبی عہد کے ایک مجاہد اُسامہ بن منقذ الشیزری الکنانی (۴۸۴ھ - ۵۸۰ھ) پر تحقیقی مقالہ لکھنا طے کیا تھا۔ اس مصنّف کی ایک تصنیف "کتاب العصا" کا ایک نسخہ کتب خانۂ مشرقیہ خدا بخش میں محفوظ تھا اس کا عکس مطلوب تھا۔

(۲۹) مولوی سراج الدین احمد کے نام غالب کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب کو تپاں کی وفات کی اطلاع ۱۵ مارچ ۱۸۳۲ء کو ملی تھی۔ وفات ۱۵ مارچ ۱۸۳۲ء سے چند دن پہلے ہوئی ہوگی۔ (آثارِ غالب ص ۵۰ پٹنہ ۱۹۹۵ء)

(۳۰) "کاغذات" سے مراد تو غالب نمبر کی کاتب کی لکھی ہوئی کاپیاں ہیں، قاضی صاحب

کے مضمون کی ، مضمون میں نے اپنا کوئی بھیجا ہوگا وہ میں نے کسی وجہ سے شامل نہیں کیا ۔ میرا جو مضمون غالب نمبر میں چھپا ہے وہ میں قاضی صاحب کے پاس نہیں بھیج سکا ورنہ " حور و بشر کا امتیاز " والی غزل (غالب نمبر ص) اس شمارۂ خاص میں شامل نہ ہوتی۔

(۳۱) خان صاحب قاسم حسن صاحب ، خدا بخش خاں کے عزیز تھے اور اس زمانے میں کتب خانے کے ناظم ۔ نگیٹو ، کتاب العصا کے بعض صفحات کے عکس کا ۔

(۳۲) میں مضمون لکھ لیتا ، چند گھنٹوں میں نہ سہی چند دنوں میں مکمل کرلیتا ، لیکن غالب نمبر کے بعد احوالِ غالب ، نقدِ غالب اور گنجینۂ غالب کی ترتیب میں مصروف ہوگیا ، پھر کوئی تین سال کے بعد یورپ سے واپس آیا تو دوسری ذمہ داریاں درپیش تھیں ۔ آخر ۱۹۶۰ء میں جب ادارۂ علومِ اسلامیہ علی گڑھ کے مجلّۂ علوم اسلامیہ شائع کرنے کا خیال ہوا تو میں نے اسی نسخۂ شیفتہ پر قاضی صاحب سے مضمون لکھوایا۔ یہ " غالب کے کلّیاتِ نظم فارسی کا قدیم ترین موجودہ نسخہ " کے عنوان سے مجلّۂ علوم اسلامیہ کے دسمبر ۱۹۶۰ء کے شمارے میں شائع ہوا ۔

(۳۳) میں عودِ ہندی کے طبعِ اوّل کا وہ نسخہ بھیجنا چاہتا تھا جو غالب کی زندگی میں چھپا تھا اور بہت کمیاب تھا تاخیر کی وجہ یہی تھی ۔

(۳۴) فیضی کی لکھی ہوئی بے نقط تفسیر

(۳۵) مالک رام صاحب کا خیال ہے کہ وہ ۳۰ جنوری ۱۸۴۰ء تک زندہ تھیں (ذکر غالب ص ۲۴) طبعِ پنجم (دہلی ۱۹۷۶ء) فسانۂ غالب ص ۳۶ دہلی ۱۹۷۷ء ۳۰ جنوری)

(۳۶) خداداد خاں و ولی خاں صاحبان کے نام غالب کے فارسی خط کا عکس بنوا کر بھیجا تھا کہ وہ اس کی تاریخ تحریر متعین کریں ۔

(۳۷) علی گڑھ میگزین کے غالب نمبر کے لیے کلّیات غالب فارسی مکتوبہ بعد از ۱۲۵۴ھ محفوظۂ کتب خانۂ خدا بخش کے حاشیے پر غالب کے قلم کے دو حاشیے (سب کمر کو بال باندھتے ہیں ۔ باغ سے آیا کرتے ہیں الخ) کے عکس کے لیے پروفیسر سید حسن عسکری صاحب کو زحمت دی تھی ۔

(۳۸) اب کوئی پچاس سال گزرنے کے بعد یاد نہیں آتا کہ کیا مسئلہ تھا ۔ خیال ہوتا ہے کہ علی گڑھ میگزین کی ، جس کا میں اس زمانے میں اڈیٹر تھا طباعت کے بارے میں کوئی

بات تھی ۔ کچھ ایسا خیال آتا ہے کہ قاضی صاحب چاہتے تھے کہ ان کے سارے مضامین کی کتابت اُن کی نگرانی میں پٹنہ کا کوئی کاتب کرے ۔ اس کی اُجرت علی گڑھ یونیورسٹی پٹنہ بھیج دیا کرے ۔ سیّد ظہیر الدین علوی مرحوم ؒ جو اُس زمانے میں میگزین کے منیجر تھے، یونیورسٹی کے ٹریژرر (قاضی عزیز الدین احمد بلگرامی) کو جو قوانین کی سختی سے پابندی کرتے تھے اس کے لیے آمادہ نہیں کر پائے ۔

(۳۹) میگزین کے " غالب نمبر " میں قاضی صاحب کی جمع کردہ غالب کی کمیاب تحریراتِ نظم و نثر کے لیے آثارِ غالب نام پر مجھے اعتراض ہوا کہ اسی نام سے شیخ محمد اکرام کی کتاب اسی زمانے میں شائع ہو گئی تھی ۔ آخر میں نام مآثرِ غالب تجویز ہوا ۔

(۴۰) " غالب نمبر " کے لیے قاضی صاحب تین مضامین لکھ رہے تھے :

۱۔ غالب کا ایک فرضی استاد

۲۔ غالب بحیثیت محقّق

۳۔ آثارِ غالب ۔

بعد کو مولانا عرشی کی کتاب فرہنگِ غالب پر انھوں نے تبصرہ لکھا اور وہ شائع کیا گیا ۔

(۴۱) یہ شعرائے اردو کا تذکرہ ہے جس کے مؤلف قاضی نور الدین حسین فائق ہیں ۔ اس پر غالب کی اصلاحیں تھیں اور انھی کے قلم کا لکھا ہوا ایک خط جس میں انھوں نے لکھا تھا " برخوردار مرزا شہاب الدین خاں بہادر نے یہ اجزاء مجھ کو دیے ۔ نظم سے میں نے بالکل قطع نظر کیا صرف آپ کی نثر کو دیکھا اور اس کو موافق حکم آپ کے بعض جا درست کر دیا ۔ بعض موقع پر منشائے اصلاح لکھ دیا ہے ۔ مجھ کو یہ یاد نہیں کہ آپ کی نثر میں دخل کروں لیکن بموجب الامر فوق الادب حکم بجا لایا ہوں ۔ مرحبا آفریں ۔ بخدا خوب نثر لکھی ہے " ۔ یہ خط جو جولائی ۱۸۶۲ء کا لکھا ہوا ہے میں نے غالب نمبر میں شائع کر دیا تھا ۔ تذکرے کا اصل نسخہ جس پر غالب کی تحریر اور اصلاحیں تھیں یہ بمبئی میں موجود تھا لیکن بعد کو مفقود ہو گیا ۔

(۴۲) غالباً مولوی فضل اللہ ندوی مقیم بمبئی جو پہلے لٹن لائبریری علی گڑھ کے شعبۂ مشرقیات سے تعلق رکھتے تھے ۔

(۴۳) عبدالقادر غمگین رامپوری (م ۱۲۶۵ھ) کا لطیفہ حالی کی یادگارِ غالب میں ہے اور وہ شعر یہ ہے :

پہلے تو روغنِ گل بھینس کے انڈے سے نکال
پھر دوا جتنی ہے کُل بھینس کے انڈے سے نکال

اگر روایت صحیح ہے اور دعنی نہیں تو غالب پر مشکل شعر کہنے اور رنگِ بیدل میں ریختہ لکھنے پر طنز ہے۔

(۴۴) آج تک صحیح معنوں میں پتا نہ چل سکا کہ یہ قُدسی کون ہیں۔ بہرحال مشہور فارسی شاعر قُدسی مشہدی نہیں جس کے دیوان کے کسی نسخے میں یہ مخمس نہیں پایا جاتا۔

(۴۵) " الثورۃ الہندیۃ " (بجنور، ۱۹۴۷ء) ۔ اس میں مولانا کے دو عربی قصیدے (ہمزیّہ اور دالیّہ) اور ان کا ترجمہ بھی موجود ہے ۔

(۴۶) ڈاکٹر عبدالستّار صدیقی (الہ آباد) لطائف غیبی مرتب کر رہے تھے ۔ شاید وہی رسالۂ عبدالکریم بھی شائع کرنا چاہتے ہوں ۔ اس پر ایک مضمون بہت بعد کو مالک رام صاحب نے رسالۂ آج کل (دہلی) میں شائع کیا جو اب گفتارِ غالب (دہلی ۱۹۸۵ء) میں شامل ہے ۔ لطائف غیبی کا عرصے کے بعد ایک اچھا ایڈیشن پروفیسر سیّد معین الرحمٰن نے الوقار پبلی کیشنز لاہور سے شائع کیا ہے ۔

(۴۷) یہ تینوں شعر کلیّاتِ نظم غالب طبع اوّل (مطبع نول کشور ۱۸۶۳ء) میں تلاش کرنے پر نہ ملے ۔ سبدِ باغِ دو در اور گلِ رعنا میں بھی موجود نہیں ۔

(۴۸) بہت بعد کو قاضی صاحب نے رسالۂ معاصر ۳ میں لکھا " عبدالقادر کا روزنامچہ حبیب گنج میں اور ایک نقل کتب خانۂ رضائیہ رام پور میں ہے کہ مجھے اب تک اس کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ ڈاکٹر مختار الدّین احمد آرزو اور جناب عرشی سے یہ معلوم ہوا کہ اس میں غالب کا ذکر مطلقاً نہیں اور جس زمانے میں غالب کلکتہ گئے تھے ، ان کا وہاں ہونا اس سے ثابت نہیں ۔

(۴۹) نوّاب سیّد محمد زکریا خاں رضوی دہلوی ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء تا ۱۳۲۱ھ / ۴-۱۹۰۳ء شاگرد غالب۔ دیوان مطبعِ رضوی سے ۱۳۱۲ء / ۱۸۹۵ء میں چھپا۔ اس پر غالب کی ایک تحریر بطور سند چھپی ہے (تلامذۂ غالب ص ۲۳۲) جس کا سال تحریر معلوم نہیں لیکن قیاس غالب ہے کہ غالب کے آخری زمانے کی ہو۔ لالاسری رام نے زکی کا سال وفات ۱۹۰۲ء لکھا ہے (جہانِ غالب ص ۲۵۵)

(۵۰) شیخ امان اللہ تلمیذِ ناسخ و برق لکھنؤ ۔ متوفی ۱۸۵۸ء ۔

(۵۱) ملک الشعراء شیخ مہدی علی مراد آبادی شاگردِ ناسخ مُتوفّی ۱۸۶۷ء ۔ دیوانِ قلمی مخزونۂ جامعۂ دہلی میں مطبوعہ دیوان سے زائد کلام ہے ۔ (تلامذۂ غالب ص ۱۲۳)

(۵۲) شیخ امداد علی بحر لکھنوی تلمیذِ ناسخ (۱۲۳۵ھ ۔ ۱۳۰۰ھ)۔

(۵۳) سیرِ سیّاح میں شمالی ہندوستان میں اپنی سیاحت کا مختصر حال اور لکھنؤ اور کانپور کے دو مشاعروں کی روداد درج کی ہے۔ اسے منشی نول کشور نے لکھنؤ سے ۱۸۷۳ء میں چھاپ کر شائع کیا۔ ڈاکٹر حنیف نقوی کے خیال میں اس کے اصل مُرتّب مُنشی انوار حسین تسلیم سہوانی اور نواب احمد حسن خاں جوش ہیں۔ میں فی الحال کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

(۵۴) کچھ عرصے بعد مالک رام نے اس موضوع پر ایک تفصیلی مضمون " ایک فارسی خط کی تاریخ " لکھا جو فسانۂ غالب ص ۳۲ (دہلی ۱۹۷۷ء) میں شائع ہوا۔

(۵۵) غالب کا اصل خط مجھے جناب فرخ حیدر صاحب بی اے (علیگ) رئیس شمس آباد ضلع فتح گڑھ سے حاصل ہوا تھا، جو بعد کو انھیں واپس کر دیا گیا۔ ان کا کتب خانہ اہمیت رکھتا ہے ۔ قاضی محمد صادق اختر کا نایاب تذکرۂ آفتابِ عالمتاب انھی کے کتبخانے میں دریافت ہوا ہے اور یہ نسخہ منحصر بہ فرد ہے ۔ مالک رام صاحب مجھ سے کہتے تھے کہ ان کے پاس آفتابِ عالمتاب کا ایک نسخہ تھا جو لاہور کے ہنگاموں کی نذر ہوا ۔

(۵۶) ڈاکٹر صدیقی کے ہاتھ کا تیار کردہ نسخہ دیوانِ بیان کا میں نے ان کے پاس دیکھا تھا ۔ وہ شائع نہ کرسکے اور " خوب سے خوب تر " کی تلاش میں رہے کہ کوئی اور نسخہ مل جائے تو اس سے بھی مقابلہ متن کا ہو جائے ۔

(۵۷) " غالب بہ حیثیت محقّق " (علی گڑھ میگزین غالب نمبر ص ۱۶۱) ۲۵ مارچ ۱۹۲۹ء کو قاضی صاحب نے مکمل کر کے مجھے بھیج دیا تھا لیکن ان مسائل پر جو اس مضمون میں آئے ہیں وہ غور و فکر کرتے رہے اور معلومات جمع کرتے رہے ، انھوں نے اس میں اس قدر اضافے کیے کہ مضمون ایک مستقل کتاب بن گیا ۔ اسے میں نے ۱۹۵۲ء میں نقدِ غالب (انجمن ترقّیِ اردو) کے آخر میں شائع کیا۔

(۵۸) شہنشاہ چوں زمزم آراستی دگر موسم موبدان خواستی

(شاہنامہ ج ۴ ص ۳۲)

زمزم کا ذکر غالب کی کتاب قاطعِ برہان ص ۱۲ پر آتا ہے ۔

(۵۹) امیر حسن خاں بسمل (متوفی ۱۲۶۳ھ) کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے